بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم
وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

وَلَقَد نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدرٍ وَّاَنتُم اَذِلَّة

جلد 47

شمارہ 20/21

ہفت روزہ
بدر
قادیان
خلافت نمبر

The Weekly BADR Qadian

ایڈیٹر
منیر احمد خادم
نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
منصور احمد

Postal
Registration
No:p/GDP-23

شرح چندہ
سالانہ 150 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
20 پونڈ یا 40 ڈالر
امریکن۔ بذریعہ
بحری ڈاک 10 پونڈ
یا 20 ڈالر امریکن

17/24 محرم 1419 ہجری 14/21 ہجرت 1377 ہش 14/21 مئی 98ء

لندن۔ ۹ر مئی (ایم ٹی اے) سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیر و عافیت ہیں الحمد للہ گزشتہ روز حضور پر نور نے مسجد فضل لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا اور صادقوں کی صحبت اختیار کرنے اور صدق کو مضبوطی سے پکڑنے اور اس کی برکات حاصل کرنے کی طرف احباب جماعت کو توجہ دلائی۔

پیارے آقا کی صحت و تندرستی درازی عمر مقاصد عالیہ میں فائز المرامی اور خصوصی حفاظت کیلئے احباب دعا کرتے رہیں اللہ تعالیٰ ہر آن حضور انور کا حامی و ناصر ہو اور قدم قدم پر تائید و نصرت فرمائے۔ آمین۔

قرآن کریم میں اُمّتِ محمدیہؐ کیلئے دائمی خلافت کا وعدہ فرمایا گیا ہے

خدا تعالیٰ نے خلافت کو تجویز کیا تا دُنیا کبھی اور کسی زمانہ میں برکاتِ رسالت سے محروم نہ رہے

ارشادِ باری تعالیٰ

وعد الله الذين امنوا منكم وعملوا الصلحت ليستخلفنهم فى الارض كما استخلف الذين من قبلهم وليمكنن لهم دينهم الذى ارتضى لهم وليبدلنهم من بعد خوفهم امنا يعبدوننى لا يشركون بى شيئا ومن كفر بعد ذلك فاولئك هم الفسقون۔ (النور : آیت ۵۶)

ترجمہ: اللہ نے تم میں سے ایمان لانے والوں اور مناسب حال عمل کرنے والوں سے وعدہ کیا ہے کہ وہ اُن کو زمین میں خلیفہ بنا دے گا جس طرح ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنا دیا تھا۔ اور جو دین اُس نے ان کیلئے پسند کیا ہے وہ ان کیلئے اسے مضبوطی سے قائم کر دے گا اور ان کے خوف کی حالت کے بعد وہ اسے ان کیلئے امن کی حالت میں تبدیل کر دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے اور کسی چیز کو میرا شریک نہیں بنائیں گے اور جو لوگ اس کے بعد بھی انکار کریں گے وہ نافرمانوں میں سے قرار دیئے جائیں گے۔

فرمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

عن حذيفة رضى الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم تكون النبوة فيكم ماشاء الله ان تكون ثم يرفعها الله تعالى ثم تكون خلافة على منهاج النبوة ماشاء الله ان تكون ثم يرفعها الله تعالىٰ ثم تكون ملكا عاضا فتكون ماشاء الله ان تكون ثم يرفعها الله تعالىٰ ثم تكون ملكا جبرية فتكون ماشاء الله ان تكون ثم يرفعها الله تعالىٰ ثم تكون خلافة على منهاج النبوة ثم سكت۔ (مسند احمد بحوالہ مشکوٰۃ باب الانذار والتحذیر)

ترجمہ:- حضرت حذیفہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں نبوت قائم رہے گی جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا۔ پھر وہ اس کو اُٹھالے گا اور قدرتِ ثانیہ کے رنگ میں خلافتِ راشدہ قائم ہو گی۔ پھر اللہ تعالیٰ جب چاہے گا اِس نعمت کو بھی اُٹھالے گا پھر اس کی تقدیر کے مطابق کوتاہ اندیش بادشاہت قائم ہو گی جس سے لوگ دِل گرفتہ ہوں گے۔ اور تنگی محسوس کریں گے۔ جب یہ دَور ختم ہو گا تو اس کی دوسری تقدیر کے مطابق ظالمانہ بادشاہت قائم ہو گی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا رحم جوش میں آئے گا۔ اور اس ظلم و ستم کے دَور کو ختم کر دے گا۔ اِس کے بعد پھر خلافت علیٰ منہاج النبوۃ قائم ہو گی۔ یہ فرما کر آپ خاموش ہو گئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

"بعض صاحب آیت وعد الله الذين امنوا منكم وعملوا الصلحت ليستخلفنهم فى الارض كما استخلف الذين من قبلهم کی عمومیت سے انکار کر کے کہتے ہیں کہ منکم سے صحابہؓ ہی مراد ہیں۔ اور خلافتِ راشدہ حقّہ انہی کے زمانہ تک ختم ہو گئی اور پھر قیامت تک اسلام میں اس خلافت کا نام و نشان نہیں ہو گا۔ گویا ایک خواب و خیال کی طرح اس خلافت کا صرف تیس برس ہی دَور تھا اور پھر ہمیشہ کیلئے اسلام ایک لازوال نحوست میں پڑ گیا"۔

"اِن آیات (آیتِ استخلاف وغیرہا۔ ناقل) کو اگر کوئی شخص تامل اور غور کی نظر سے دیکھے تو میں کیونکر کہوں کہ وہ اس بات کو سمجھ نہ جائے کہ خدا تعالیٰ اِس اُمّت کیلئے خلافتِ دائمی کا صاف وعدہ فرماتا ہے۔ اگر خلافت دائمی نہیں تھی تو شریعتِ موسوی کے خلیفوں سے تشبیہ دینا کیا معنے رکھتا تھا"۔

"چونکہ کسی اِنسان کیلئے دائمی طور پر بقا نہیں۔ لہٰذا خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ رسولوں کے وجود کو جو تمام دنیا کے وجودوں سے اشرف و اولیٰ ہیں ظلّی طور پر ہمیشہ کیلئے تا قیامت قائم رکھے۔ سو اِسی غرض سے خدا تعالیٰ نے خلافت کو تجویز کیا تا دُنیا کبھی اور کسی زمانہ میں برکاتِ رسالت سے محروم نہ رہے۔ پس جو شخص خلافت کو صرف تیس برس تک مانتا ہے وہ اپنی نادانی سے خلافت کی علتِ غائی کو نظر انداز کرتا ہے اور نہیں جانتا کہ خدا تعالیٰ کا یہ ارادہ تو ہر گز نہیں تھا کہ رسولِ کریمؐ کی وفات کے بعد صرف تیس برس تک رسالت کی برکتوں کو خلیفوں کے لباس میں قائم رکھنا ضروری ہے۔ پھر بعد اس کے دنیا تباہ ہو جائے تو ہو جائے کچھ پروا نہیں"۔

(شہادت القرآن صفحہ ۳۴ اور ۵۷، ۵۸ روحانی خزائن جلد ۶)

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر آفسیٹ پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

ہفت روزہ بدر قادیان ادار یہ 14/21 مئی 1998

خلافت حقّہ کی برکات اور ہماری ذمّہ داریاں

سیدنا حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کے احیا اور قیام شریعت کیلئے نشأۃ ثانیہ میں مبعوث فرمایا۔ سیدنا آنحضرت ﷺ نے جہاں امام مہدی علیہ السلام کی آمد کے متعلق متعدد واضح پیشگوئیاں فرمائی ہیں۔ یہ بھی فرمایا ہے کہ تکون النبوۃ...... ثم سکت

ترجمہ :۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تم میں نبوت قائم رہے گی جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا پھر وہ اس کو اٹھالے گا اور نبوت کے طریق پر خلافت قائم ہو گی۔ پھر اللہ تعالیٰ جب چاہے گا اس (خلافت) کو اُٹھالے گا پھر کاٹ ڈالنے والی بادشاہت قائم ہو گی جب تک اللہ چاہے گا پھر اللہ اس کو بھی اُٹھالے گا اور پھر ظالمانہ بادشاہت کا دور شروع ہو گا۔ جبتک اللہ چاہے گا وہ قائم رہے گا پھر اللہ اس دور کو بھی اٹھالے گا اور پھر نبوت کی طرز پر دوبارہ خلافت قائم ہو گی پھر آپ خاموش ہو گئے۔

(مسند احمد بحوالہ مشکوۃ باب الانذار والتحذیر)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام ساری زندگی غلبہ اسلام کیلئے کوشاں رہے اور ۲۶ر مئی کو آپکا وصال ہو گیا دشمن سمجھا کہ اب یہ سلسلہ ختم ہو جائے گا۔ آپ کی پیشگوئی ''میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے (الوصیت صفحہ ۱۰) کے مطابق ۲۷ر مئی کے روز اب سے ٹھیک ۹۰ سال پہلے جماعت احمدیہ سیدنا حضرت حاجی حکیم نور الدین صاحبؓ کے ہاتھ پر بیعت کر کے متحد ہو گئی اور دشمن کی ساری جھوٹی خوشیاں خاک میں مل گئیں۔ اس وقت سے لیکر اب تک جماعت میں خلافت کا بابرکت نظام جاری ہے۔ حضرت مولانا نور الدین صاحبؓ کی وفات پر ایک ٹولہ جو اکثریت کا دعویٰ کرتا تھا الگ ہو کر لاہور میں قیام پذیر ہوا۔ اور حضرت مصلح موعود کے ہاتھ پر متقین نے بیعت کرلی اور خلافت کی برکات سے مستفید ہونے لگے۔ اس وقت غیر مبائعین کی کیا حالت ہے اس پر کچھ لکھنا میرا مقصد نہیں صرف مبائعین کی کامیابیوں اور خلافت کی برکات پر کسی قدر عرض کرنا ہے۔

خلافت ثانیہ میں تبلیغ اسلام بہت ترقی کر گئی اور کئی دیگر ممالک میں بھی احمدیت کے مشن قائم ہوئے اور دن دوگنی رات چوگنی ترقی ہونے لگی حاسدین و مخالفین نے ایڑھی چوٹی کا زور لگایا اور مخالفتوں کے الاؤ بھی بھڑکتے رہے۔ الغرض پورا زور لگایا گیا کہ احمدیت کی ترقی کی راہیں مسدود کر دی جائیں خلیفۂ برحق حضرت مصلح موعودؓ نے جماعت کی تربیت و تبلیغ میں ہر ممکن کوشش کی اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت ترقی کرتی چلی گئی اور مخالفین خس راہ کی طرح اڑتے چلے گئے۔

آپؓ جماعت کی ترقی کی بشارت دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔

''یاد رکھو کہ فتوحات کے زمانہ میں ہی تمام فسادات کا بیج بویا جاتا ہے جو اپنی فتح کے وقت اپنی شکست کی نسبت نہیں سوچتا اور اقبال کے وقت ادبار کا خیال نہیں رکھتا اور ترقی کے وقت تنزل کے اسباب کو نہیں مٹاتا اس کی ہلاکت یقینی اور اس کی تباہی لازمی ہے ہماری جماعت کی ترقی کا زمانہ بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت قریب آگیا ہے۔ اور وہ دن دور نہیں جبکہ افواج در افواج لوگ اس سلسلہ میں داخل ہوں گے مختلف ملکوں سے جماعتوں کی جماعتیں داخل ہوں گی اور وہ زمانہ آتا ہے کہ گاؤں کے گاؤں اور شہر کے شہر احمدی ہوں گے''۔

(تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۱۵ء انوار خلافت صفحہ ۹۔۱)

آپ کی وفات کے بعد حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب مسند خلافت پر متمکن ہوئے آپ نے اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر آنے والے حالات اور جماعتی ترقی کے بارہ میں بڑی تفصیل سے آگاہ فرمایا جو لفظ بہ لفظ پورا ہو رہا ہے۔ آپ نے فرمایا۔

''ایک دن اللہ تعالیٰ نے بڑے زور کے ساتھ مجھے اس طرف متوجہ کیا کہ موجودہ نسل کا جو تیسری نسل احمدیت کی کہلا سکتی ہے صحیح تربیت پانا غلبۂ اسلام کیلئے اشد ضروری ہے یعنی احمدیوں میں سے جو ۲۵ سال کی عمر کے اندر اندر ہیں یا جن کو احمدیت میں داخل ہوئے ابھی پندرہ سال نہیں گذرے اس گروہ کی اگر صحیح تربیت نہ کی گئی تو ان مقاصد کے حصول میں بڑی روکاوٹیں پیدا ہو جائیں گی۔ جن مقاصد کے حصول کیلئے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جری اللہ فی حلل الانبیاء کی شکل میں دنیا کی طرف مبعوث فرمایا۔ اور جن مقاصد کے حصول کیلئے اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو قائم کیا ہے۔۔۔ اگر ان مقاصد کو صحیح طور پر سمجھ لیا جائے اور ان کے حصول کی کوشش کی جائے تو خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ ہماری یہ پود صحیح رنگ میں تربیت حاصل کر کے وہ ذمہ داریاں نبھا سکے گی جو ذمہ داریاں عنقریب ان کے کندھوں پر پڑنے والی ہیں کیونکہ میری توجہ کو اس طرف پھیرا گیا کہ آئندہ بیس پچیس سال اسلام کی نشأۃ ثانیہ کیلئے بڑے ہی اہم اور انقلابی ہیں اور اسلام کے غلبہ کے بڑے بڑے سامان اس زمانہ میں پیدا کئے جائیں گے اور دنیا کثرت سے اسلام میں داخل ہو گی یا اسلام کی طرف متوجہ ہو رہی ہو گی۔ اس وقت اسی کثرت کے ساتھ ان میں مربی اور معلم چاہئیں ہوں گے۔ وہ مربی اور معلم جماعت کہاں سے لائے گی اگر آج اس کی فکر نہ کی گئی اس لئے اس کی فکر کرو۔ اور ان مقاصد کو سامنے رکھو۔۔۔

(الفضل ۲۵ر جون ۱۹۶۷ء)

جماعت کی ترقی کے نئے دروازے کھلنے کی بشارت دیتے ہوئے احباب کو ان کی قدر کرنے اور ان سے فائدہ اٹھانے کی تلقین کرتے ہوئے حضور نے فرمایا۔

''میں نے ابھی بتایا ہے کہ پچیس تیس سال جہاں ان اقوام کے لئے بڑے نازک ہیں ہمارے لئے بھی یہ سال بڑے نازک ہیں یہ زمانہ ہمارے لئے انتہائی نازک ہے اسلئے کہ اس زمانہ میں ہماری ترقی کے بہت سے دروازے کھل رہے ہیں اور کھلیں گے انشاء اللہ اگر ہم اپنی غفلت اور سستی کے نتیجہ میں ان دروازوں میں داخل نہ ہوں تو بجائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کو ہم حاصل کریں اللہ کے غضب کے مورد بن سکتے ہیں۔ پس خوف کا مقام ہے ہمیں سوچنا چاہئے ہمیں ڈرنا چاہئے بد نتائج سے اور ہمیں اپنی ذمہ داری کو سمجھنا چاہئے''۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۷ر اکتوبر ۱۹۶۷ء)

نیز فرمایا :۔

''آج میں ایک بات آپ کو بتا دیتا ہوں اور وہ یہ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ اسلام کو تمام دنیا میں غالب کرنے کی جو آسمانی مہم شروع کی گئی تھی آج وہ ایک نہایت اہم اور نازک دور میں داخل ہو چکی ہے اور جماعت احمدیہ کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ آئندہ کم و بیش تیس سال تک اپنی قربانیوں کو انتہا تک پہنچائے نیز اپنی دعاؤں کو انتہا تک پہنچائے تا اللہ تعالیٰ ان قربانیوں اور ان دعاؤں کو قبول کرے اور وہ مقاصد حاصل ہوں جن مقاصد کے حصول کیلئے اللہ تعالیٰ نے اس جماعت کو کھڑا کیا ہے پس کم و بیش تیس سال کا عرصہ بڑا ہی اہم ہے بڑا ہی اہم ہے اور ہم سے انتہائی قربانیوں کا مطالبہ کر رہا ہے اور اس کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ بھی ہے کہ اگر تم میری راہ میں انتہائی قربانیاں دو گے اور اسلام کے ہر حکم کے سامنے اپنے سروں کو جھکا دو گے' خالص مسلمان ہو جاؤ گے' اپنے نفسوں پر ایک موت وارد کر لو گے تو میں تمہیں انتہائی اور عظیم انعام بھی دوں گا۔

پس ہم میں سے ہر ایک شخص کا (انفرادی حیثیت میں بھی اور جماعت کا بحیثیت جماعت) فرض ہے کہ وہ آگے بڑھے اور اس نازک اور اہم وقت میں انتہائی قربانیوں کو اپنے رب کے قدموں میں جا رکھے تا کہ اپنے رب کی پیار بھری نگاہ کا وہ مستحق اور وارث قرار دیا جائے اور اللہ تعالیٰ کے فرشتے ہماری مدد کیلئے آسمانوں سے اتریں اور خدا تعالیٰ کا یہ وعدہ ہماری زندگیوں میں پورا ہو کہ محمد رسول اللہ ﷺ کی محبت ہر دل میں گاڑ دی جائے گی۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۹ر دسمبر ۱۹۶۷)

حضور کے بیان فرمودہ عرصہ کے مطابق ۱۹۹۸ء میں ٹھیک تیس سال گزر چکے ہیں جب ان کا سرسری جائزہ لیا جائے تو واضح ہوتا ہے کہ در حقیقت یہ دور جماعت کیلئے انتہائی نازک دور رہا ہے۔ ۱۹۷۴ء میں متفقہ طور پر غیر مسلم قرار دے کر طوفان بے تمیزی برپا کر دیا گیا۔ ۱۹۸۴ء میں آرڈیننس جاری کر کے جماعت پر مکمل طور پر پابندی لگا دی گئی الغرض پورا زور لگایا گیا کہ کسی طرح یہ جماعت نیست و نابود ہو جائے۔

دوسری طرف جماعت نے خندہ پیشانی سے قربانیاں دیں اور دعاؤں پر زور دیا اور آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعتی ترقی کیلئے جو دروازے کھلے اور کھلتے جا رہے ہیں پوری دنیا ان سے واقف ہے اور دشمن بھی سر پیٹ کر رہ گئے ہیں کہ اب ہم ان کی ترقی کی راہ کیسے روک سکتے ہیں۔

پس ضرورت صرف اس بات کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے ذریعہ جو ہمارے لئے آسمانی مدد کے دروازے کھولے ہیں جیسا کہ مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل کے ذریعہ یکم اپریل ۱۹۹۶ء کے دن روزانہ مسلسل چوبیس گھنٹے خدائے واحد کا پیغام زمین کے کناروں تک پہنچانے کا نہایت بابرکت انتظام ہوا۔ اور حضور ایدہ اللہ نے ایم ٹی اے کی روزانہ ۲۴ گھنٹے کی عالمی نشریات کا باقاعدہ افتتاح فرماتے ہوئے تاریخی خطاب فرمایا۔ ہم ان کی صحیح قدر کریں اور ان سے کماحقہ استفادہ کریں۔ آج ہم میں سے ہر ایک کو خلیفۂ وقت کا قرب حاصل ہے اور اس کا دیدار نصیب ہے اللہ تعالیٰ کی یہ نعمت و برکات ہم پر بہت بھاری ذمہ داری عائد بھی کرتی ہیں کہ جہاں ہم اس سے بھرپور فائدہ اٹھا کر اپنی روحانی و جسمانی پیاس بجھائیں پیاس سے تڑپتی دنیا کی اس شیریں چشمۂ رواں سے سیرابی کا باعث بنیں۔

سیدنا حضرت امیر المومنین کے بابرکت دور میں جہاں ہر سال لاکھوں کی تعداد میں افراد احمدیت میں داخل ہو رہے ہیں آپ نے فرمایا ہے وہ دن دور نہیں جبکہ انشاء اللہ العزیز کروڑوں کی تعداد میں لوگ احمدیت میں داخل ہوں گے پس ہمارا فرض ہے کہ ان کی تعلیم و تربیت کی ذمہ داریاں ادا کریں اس کے ساتھ ہی ہم اپنے ان بھائیوں کو جو خلافت حقہ کی برکات سے محروم ہیں نہایت پیار و محبت سے دعوت دیتے ہیں کہ آج صرف اور صرف ایک ہی ذریعہ ہے خدمت اسلام کا کہ خلیفۂ برحق کے دامن کے ساتھ وابستہ ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

(قریشی محمد فضل اللہ)

نہ حسنِ مدعا پر ہے نہ شان ارتقا پر ہے ☆ بقائے عزّتِ انساں خلافت کی بقا پر ہے

خلافت کشتی ملت کی امیدوں کا یارا ہے ☆ جو سچ پوچھو تو یہ ملت کا اِک واحد سہارا ہے

نہ جبتک کارواں میں ہو اِمامِ کارواں کوئی ☆ نہیں ہوتا کسی کا اس جہاں میں پاسباں کوئی

کلی جب شاخ گل پر ہو تو کھِل کر پھول ہوتی ہے ☆ ہو جڑ سے ربط قائم تو دُعا مقبول ہوتی ہے

پراگندہ اگر ہو آتشِ ایماں کی چنگاری ☆ نہ تیری ضرب ہے کاری نہ میری ضرب ہے کاری

نہ ہو گر ربط باہم انجمن اسکو نہیں کہتے ☆ کہیں گُل ہو کہیں لالہ چمن اسکو نہیں کہتے

خلافت کیا ہے خود نورِ خدا کا جلوہ گر ہونا ☆ بشر کا بزم موجودات میں خیرالبشر ہونا

(جناب چوہدری عبدالسلام صاحب اختر ایم۔اے)

میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہونگے جو دُوسری قدرت کا مظہر ہونگے

خلافتِ احمدیہ کے متعلق بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی واضح پیشگوئی!!

نبوت و خلافت دو عظیم قدرتوں کا ذکر :-

نبوت و خلافت کا ذکر کرتے ہوئے حضور علیہ السلام فرماتے ہیں :-

"یہ خدا تعالیٰ کی سنت ہے اور جب سے کہ اُس نے انسان کو زمین میں پیدا کیا، ہمیشہ اس سنت کو وہ ظاہر کرتا رہا ہے کہ وہ اپنے نبیوں اور رسولوں کی مدد کرتا ہے اور ان کو غلبہ دیتا ہے ... اِسی طرح خدا تعالیٰ قوی نشانوں کے ساتھ اُن کی سچائی ظاہر کر دیتا ہے اور جس راست بازی کو وہ دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں اس کی تخم ریزی انہیں کے ہاتھ سے کر دیتا ہے۔ لیکن اس کی پوری تکمیل ان کے ہاتھ سے نہیں کرتا بلکہ ایسے وقت میں اُن کو وفات دے کر جو بظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتا ہے مخالفوں کو ہنسی اور ٹھٹھے اور طعن اور تشنیع کا موقعہ دے دیتا ہے اور جب وہ ہنسی ٹھٹھا کر چکتے ہیں تو پھر ایک دوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا دِکھاتا ہے۔ اور ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے جن کے ذریعہ سے وہ مقاصد جو کسی قدر ناتمام رہ گئے تھے اپنے کمال کو پہنچتے ہیں۔ غرض دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے (۱) اوّل خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دِکھاتا ہے (۲) دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے اور دُشمن زور میں آجاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اب کام بگڑ گیا اور یقین کر لیتے ہیں کہ اب یہ جماعت نابود ہو جائے گی اور خود جماعت کے لوگ بھی تردّد میں پڑ جاتے ہیں اور اُن کی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں اور کئی بدقسمت مرتد ہونے کی راہیں اختیار کر لیتے ہیں تب خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے۔ اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے"۔

قدرتِ ثانیہ سے کیا مُراد ہے ؟

واضح طور پر مثال دے کر حضرت اقدس علیہ السلام نے سمجھا دیا۔ چنانچہ فرمایا :-

"جیسا کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کے وقت میں ہوا جب کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موت ایک بے وقت موت سمجھی گئی اور بہت سے بادیہ نشین نادان مرتد ہو گئے اور صحابہؓ بھی مارے غم کے دیوانہ کی طرح ہو گئے تب خدا تعالیٰ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا"۔

برکاتِ خلافت کو قدرتِ ثانیہ کا ظہور قرار دیا :-

پھر آیت استخلاف میں بیان فرمودہ خلافت کے کارناموں کا ذکر کر کے بتایا کہ دراصل یہی کارنامے قدرتِ ثانیہ کے ظہور کے جلوے ہیں۔ جیسا کہ فرمایا :-

"تب خدا تعالیٰ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا اور اسلام کو نابود ہوتے ہوتے تھام لیا اور اُس وعدہ کو پورا کیا جو فرمایا تھا وَلیمکنن لهم دينهم الذى ارتضى لهم وليبدلنهم من بعد خوفهم امنا" یعنی خوف کے بعد پھر ہم اُن کے پیر جما دیں گے ...."

اپنی جماعت کو خوشخبری :-

قدرتِ ثانیہ کی وضاحت فرمانے اور حضرت ابو بکر صدیقؓ کی مثال دے کر سمجھانے کے بعد حضور علیہ السلام نے جماعت کو خوشخبری دیتے ہوئے فرمایا کہ :-

"سوائے عزیزو! جبکہ قدیم سے سُنّت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلا دے۔ سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو مَیں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو۔ اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا"۔

قدرتِ ثانیہ سے مُراد انجمن نہیں ہو سکتی :-

بعض لوگ خیال کرتے ہیں کہ انجمن ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جانشین اور خلافت کی قائم مقام ہے۔ حالانکہ حضور علیہ السلام نے واضح طور پر فرمایا ہے کہ :-

"وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک مَیں نہ جاؤں۔ لیکن مَیں جب جاؤں گا تو پھر خدا اس دُوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی"۔

شخصی خلافت کی غیر مبہم وضاحت :-

اِس امر کے ثبوت میں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد شخصی خلافت کا سلسلہ شروع ہونے والا تھا اور اسی کو قدرتِ ثانیہ قرار دیا گیا ہے، حضور علیہ السلام کے مندرجہ ذیل واضح اور غیر مبہم الفاظ ہر قسم کے اشتباہ کو دُور کر دیتے ہیں۔ حضورؑ فرماتے ہیں :-

"میں خدا کی ایک مجسّم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے"۔

قدرتِ ثانیہ کے ظہور کیلئے اجتماعی دُعاؤں کی نصیحت :-

قدرتِ ثانیہ یعنی خلافت کے قیام کیلئے عالمگیر جماعت احمدیہ کو اجتماعی دُعاؤں کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا :-

"سو تم خدا کی قدرت ثانی کے انتظار میں اکٹھے ہو کر دُعا کرتے رہو اور چاہئے کہ ہر ایک صالحین کی جماعت ہر ایک ملک میں اکٹھے ہو کر دُعا میں لگے رہیں تا دوسری قدرت آسمان سے نازل ہو اور تمہیں دکھادے کہ تمہارا خدا ایسا قادر خدا ہے"۔

طریقِ انتخابِ خلافت :-

قدرتِ ثانیہ کے اِن مظاہر ہی کو حضور علیہ السلام نے لوگوں سے بیعت لینے کا مجاز قرار دیا اور اُن کے انتخاب کے طریق کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا :-

"ایسے لوگوں (یعنی خلیفہ۔ ناقل) کا انتخاب مومنوں کے اتفاق رائے پر ہوگا۔ جس شخص کی نسبت چالیس مومن اتفاق کریں گے کہ وہ اس بات کے لائق ہے کہ میرے نام پر لوگوں سے بیعت لے، وہ بیعت لینے کا مجاز ہوگا"۔

برکاتِ خلافت :-

بعض لوگ خیال کرتے ہیں کہ ایسے منتخب خلفاء کا زیادہ سے زیادہ کام یہی ہوگا کہ وہ لوگوں سے بیعت لے لیا کریں جبکہ حضور علیہ السلام نے قدرتِ ثانیہ کی برکات کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا :-

"خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیا اُن سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دینِ واحد پر جمع کرے"۔ (رسالہ الوصیت رُوحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۳۰۶ تا ۳۰۹)

جماعتِ احمدیہ اپنی ذہانت تنظیم اور اپنی قوتِ عمل کے لحاظ سے نبوّت سے جلا یافتہ ہے

خلیفہ وطن میں ہو یا بے وطن ہو خلافتِ احمدیہ کو خدا کے فضلوں اور اُس کی حمایت اور اُس کی نُصرت کا وطن حاصل ہے تم کبھی جماعتِ احمدیہ کو اِس وطن سے نہیں نکال سکتے!

سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ کا ایک ولولہ انگیز اقتباس

"خلیفۂ وقت میں تو جماعت کی جان نہیں ہے۔ خلافت احمدیہ میں جان ہے۔ ایک خلیفہ وقت کو قتل کرو گے تو دوسرا خلیفہ وقت وہی باتیں کہے گا۔ اسی طرح کہے گا۔ اُس کو بھی اُسی طرح خدا کی تائید حاصل رہے گی جس طرح اُس سے پہلے کو تھی۔ تم نادان ہو جو یہ سمجھتے ہو کہ ایک خلیفہ وقت کے قتل کے ساتھ جماعتِ احمدیہ مَر سکتی ہے۔ جماعت احمدیہ کے خلفاء پر تو وہی بات صادق آتی ہے ؎

اِذا سید منا خلا قام سید
قؤل لما قال الکرام فعول

کہ دیکھو ہم میں سے جب ایک سردار مارا جاتا ہے، گزر جاتا ہے تو اس کے بدلے دوسرا سردار اُٹھ کھڑا ہوتا ہے۔ اُسی طرح وہ نیک باتیں کہتا ہے، عظیم باتیں کہتا ہے جس طرح پہلا اُس سے، کہتا چلا گیا تھا۔ اور اسی طرح ان باتوں پر عمل کر کے دِکھا دیتا ہے۔ ایک کے بعد دوسرا احمدی اُٹھتا چلا جائے گا۔ ہر سَر جو کاٹا جائے گا اس کے بدلے خدا ایک اَور سر عطا کرے گا جماعت کو۔ اور ہر سَر اُسی طرح معزز ہو گا خدا کی نظر میں جس طرح پہلا سَر معزز تھا، ہر سَر کو خدا ہدایت عطا فرمائے گا۔ اُس کی ذات کی ہدایت نہیں ہوگی۔ ہر دِل کو خدا قوتِ قدسیہ بخشے گا۔ اُس کے ذاتی دِل کی قوتِ قدسیہ نہیں ہوگی۔ تو جماعتِ احمدیہ کی خلافت کو تم کس طرح مار سکتے ہو؟ اور پھر جماعتِ احمدیہ اپنی ذہانت کے لحاظ سے، اپنی تنظیم کے لحاظ سے، اپنی قوتِ عمل کے لحاظ سے نبوّت سے جلا یافتہ ہے۔ اور جس کو نبوت کی جلا حاصل ہوئی ہو وہ چھوٹے چھوٹے مکروں سے مار کھانے والے لوگ ہوا کرتے ہیں بھلا۔! ؟ وہ تو دُور کی سوچتے ہیں، پہلے سے اپنے انتظامات مکمل کرتے ہیں۔ ہر احتمال کو پیشِ نظر رکھتے ہیں۔ اور اس کی مؤثر جوابی کارروائی کرتے ہیں۔ اور ہر وقت تیار بیٹھے رہتے ہیں۔ جب خدا کا بلاوا آتا ہے وہ تیار حالت میں رخصت ہوتے ہیں۔ اِس لئے کتنی بڑی بے وقوفی ہے اور کتنی بڑی بدظنّی ہے! بلکہ حیرت ہے تمہاری اپنی عقلوں پر۔ اِس جماعت سے اِتنا لمبا واسطہ پڑنے کے باوجود یہ بھی نہیں پتہ چلا ابھی تک کہ جماعت کے اندر کیسی کیسی صلاحیتیں رکھی ہیں۔

اِس لئے خلیفہ وطن میں ہو یا بے وطن ہو خلافتِ احمدیہ کو خدا کے فضلوں کا وطن حاصل ہے۔ اور اس خدا کے فضلوں کے وطن سے خلافت احمدیہ کو کبھی کوئی نہیں نکال سکتا۔ خلافتِ احمدیہ کو خدا کی حمایت کا وطن حاصل ہے، اس اللہ کی حمایت کے وطن سے تم خلافت کو کبھی نہیں نکال سکتے۔ خلافتِ احمدیہ کو خدا کی نصرت کا وطن حاصل ہے اور اِس نصرت کی سرزمین سے تم کبھی جماعت احمدیہ کو نہیں نکال سکتے۔ اور ہاں جماعت احمدیہ کو خدا کی طرف سے ایک رُعب عطا ہوا ہے۔ خلافتِ احمدیہ اِس رُعب کے ساتھ تمام دنیا کے اوپر خدا تعالیٰ کے دین کی خدمتیں سرانجام دیتی ہے اور اس کا رُعب دور دُور تک اثر کرتا ہے۔ تمہارے دلوں پر بھی یہ پڑتا ہے۔ یہی رُعب ہے جس نے تمہیں خائف کیا ہوا ہے۔ یہی رُعب ہے جس کی وجہ سے تمہارے بدن کانپ رہے ہیں۔ اور تم سمجھتے ہو کہ جب تک خلافتِ احمدیہ زندہ ہے، جماعتِ احمدیہ پھیلتی چلی جائے گی۔ اور کبھی نہیں رُک سکے گی۔ تم گواہ ہو اِس رُعب کے، اگر اور کوئی نہیں۔ اِس رُعب کی سرزمین سے جو خدا کی طرف سے عطا ہوئی ہے، تم خلافت احمدیہ کو کبھی نہیں نکال سکتے۔ کیا تمہارے منصوبے! اور کیا تمہاری کارروائیاں! حیرت ہے، سبق پہ سبق دیئے جاتے ہو اور پھر تم آنکھیں بند کر لیتے ہو۔ اور غافل ہو جاتے ہو۔!!" (خطبہ جمعہ فرمودہ ۹ر اگست ۱۹۸۵ء)

اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے جس کو حقدار سمجھا خلیفہ بنادیا

جو اس کی مخالفت کرتا ہے وہ جھوٹا اور فاسق ہے

ارشادات سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ

"آدم اور داؤد کا خلیفہ ہونا میں نے پہلے بیان کیا۔ اور پھر اپنی سرکارؐ کے خلیفہ ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنھما کا ذکر کیا۔ اور یہ بھی بتایا کہ جس طرح ابو بکر اور عمر خلیفہ ہوئے رضی اللہ عنھما، اسی طرح خدا تعالیٰ نے مجھے مرزا صاحبؑ کے بعد خلیفہ کیا.... پس جب خلیفہ بنانا اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے تو کسی اَور کی کیا طاقت ہے کہ اُس کے کام میں روک ڈالے... مَیں جب مر جاؤں گا تو پھر وہی کھڑا ہو گا جس کو خدا چاہے گا۔ اور خدا اس کو آپ کھڑا کر دے گا"۔

"تم نے میرے ہاتھوں پر اقرار کئے ہیں تم خلافت کا نام نہ لو، مجھے خدا نے خلیفہ بنادیا ہے۔ اور اب نہ تمہارے کہنے سے معزول ہو سکتا ہوں، اور نہ کسی میں طاقت ہے کہ وہ معزول کرے... دیکھو میری دُعائیں عرش میں بھی سُنی جاتی ہیں۔ میرا مولا میرے کام میری دُعا سے بھی پہلے کر دیتا ہے۔ میرے ساتھ لڑائی کرنا خدا سے لڑائی کرنا ہے۔ تم ایسی باتوں کو چھوڑو اور توبہ کرو...." (بدر ۱۱ر جولائی ۱۹۱۲ء صفحہ ۵)

"اللہ تعالیٰ کی مشیّت نے چاہا اور اپنے مصالح سے چاہا کہ مجھے تمہارا امام و خلیفہ بنادیا۔ اور جو تمہارے خیال میں حقدار تھے اُن کو بھی میرے سامنے جھکا دیا۔ اب تم اعتراض کرنے والے کون ہو۔ اگر اعتراض ہے تو جاؤ خدا پر اعتراض کرو۔ مگر اس گستاخی اور بے ادبی کے نتیجہ سے بھی آگاہ رہو.... اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے جس کو حقدار سمجھا خلیفہ بنادیا۔ جو اس کی مخالفت کرتا ہے وہ جھوٹا اور فاسق ہے۔ فرشتے بن کر اطاعت اور فرمانبرداری اختیار کرو۔ ابلیس نہ بنو"۔ (بدر ۴ر جولائی ۱۹۱۲ء صفحہ ۷)

سب برکتیں خلافت میں ہیں

ارشاد سیدنا حضرت المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

"اَے دوستو! میری آخری نصیحت یہ ہے کہ سب برکتیں خلافت میں ہیں۔ نبوّت ایک بیج ہوتی ہے جس کے بعد خلافت اس کی تاثیر کو دنیا میں پھیلا دیتی ہے۔ تم خلافتِ حقہ کو مضبوطی سے پکڑو۔ اور اس کی برکات سے دنیا کو متمتع کرو۔ تا خدا تعالیٰ تم پر رحم کرے اور تم کو اس دنیا میں بھی اُونچا کرے اور اُس جہان میں بھی اُونچا کرے۔ تا مرگ اپنے وعدوں کو پورا کرتے رہو اور میری اولاد اور حضرت مسیح موعودؑ کی اولاد کو بھی اُن کے خاندان کے عہد یاد دِلاتے رہو۔ احمدیت کے مبلغ، اسلام کے سچے سپاہی ثابت ہوں۔ اور اس دنیا میں خدائے قدوس کے کارندے بنیں"۔ (الفضل ۲۰ر مئی ۱۹۵۹ء)

خطبہ جمعہ

فلاح وہ شخص پاوے گا جو اپنے نفس میں پوری پاکیزگی اور تقویٰ طہارت پیدا کرلے

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۱۳؍مارچ ۱۹۹۸ء بمطابق ۱۳؍امان ۱۳۷۷ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے۔

اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له واشهد ان محمداً عبده ورسوله اما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم۔ بسم الله الرحمٰن الرحيم۔ الحمد لله رب العٰلمين۔ الرحمٰن الرحيم۔ مٰلك يوم الدين۔ اياك نعبد و اياك نستعين۔ اهدنا الصراط المستقيم۔ صراط الذين انعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين۔

﴿ومن اراد الآخرة وسعى لها سعيها وهو مؤمن فاولٰئك كان سعيهم مشكوراً كلاً نمد هؤلآء وهؤلآء من عطآء ربك وما كان عطآء ربك محظوراً﴾ (بنی اسرائیل آیت ۲۰، ۲۱)

یہ آیات ہیں جن کی میں نے گزشتہ خطبے میں اور اس سے پہلے بھی تلاوت کی تھی اور انہی کے تعلق میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض اقتباسات پیش کر رہا تھا جبکہ وقت ختم ہو گیا۔ اب وہیں سے میں اس مضمون کو اٹھا رہا ہوں اور دوبارہ ان آیات کی کسی تفسیر یا تشریح کی ضرورت نہیں ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں :

”**متقی وہ ہے جو خدا کے نشان سے متقی ثابت ہو۔** ہر ایک کہہ سکتا ہے کہ میں خدا سے پیار کرتا ہوں مگر خدا سے وہ پیار کرتا ہے جس کا پیار آسمانی گواہی سے ثابت ہو۔ ہر ایک کہتا ہے کہ میرا مذہب سچا ہے مگر سچا مذہب اس شخص کا ہے جس کو اسی دنیا میں نور ملتا ہے اور ہر ایک کہتا ہے کہ مجھے نجات ملے گی مگر اس قول میں سچا وہ شخص ہے جو اسی دنیا میں نجات کے انوار دیکھتا ہے سو تم کوشش کرو کہ خدا کے پیارے ہو جاؤ تا تم ہر ایک آفت سے بچائے جاؤ“۔

جہاں تک مجھے یاد ہے اس مضمون کو بھی میں پہلے بیان کر چکا ہوں مگر پرائیویٹ سیکرٹری صاحب نے جو نشان ڈالا ہوا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ عبارت غالباً نہیں پڑھی گئی مگر یہ مضمون بیان ہو چکا ہے اس لئے اس مضمون کو اس عبارت کے ساتھ دوبارہ پڑھنے کی بجائے میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض اور اقتباسات آج آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ فرماتے ہیں :

”اے دوستو! اس اصول کو محکم پکڑو۔ ہر ایک قوم کے ساتھ نرمی سے پیش آؤ۔ نرمی سے عقل بڑھتی ہے اور بردباری سے گہرے خیال پیدا ہوتے ہیں“۔

یہ ایک ایسی قطعی حقیقت ہے جس کو انسان ہر روز اپنی زندگی میں اپنے نفس میں ڈوب کر معلوم کر سکتا ہے لیکن اتنی ظاہر وباہر حقیقت بھی ان کو معلوم نہیں ہے کہ جب بھی انسان اپنے طیش یا جذبات کا غلام بنتا ہے تو عقل گدلی ہو جاتی ہے اور حقیقی عقل اس وقت نصیب ہوتی ہے جب انسان اپنے جذبات اور غصوں سے نجات پا کر ان سے بالا ہو جاتا ہے۔ غصوں اور جذبات سے نجات کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ غصہ آئے ہی نہیں یا جذبات پیدا ہی نہ ہوں۔ اگر غصے اور جذبات کو انسانی معاملات میں سے نکال دیا جائے تو انسانی معاملات چلتے چلتے ٹھہر جائیں گے کیونکہ جذبات میں تمام محبتیں شامل ہیں اور غصے میں بہت سی چیزوں کے دفاع شامل ہیں۔ اگر غصہ دل میں پیدا نہ ہو تو انسان کے دل میں دفاع کا خیال ہی نہیں اٹھتا۔ اس لئے یہ مطلب نہ سمجھیں کہ غصے اور جذبات کو اس طرح دل سے نکال پھینکیں کہ مٹی کا مادھو بن جائیں۔ نہ غصہ آئے، نہ جذبات اٹھیں، نہ زندگی کا کاروبار چلے۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اقتباسات کو اگر غور سے سمجھیں تو پھر آپ صحیح نتیجہ نکال سکیں گے۔

جب بھی غصے اور جذبات کے آپ تابع ہوتے ہیں اور اس وقت ایک فیصلہ کر لیتے ہیں جو ان جذبات کے تابع ہوتا ہے اس کے نتیجے میں، فوری فیصلے کے نتیجے میں ہمیشہ بے عقلی پیدا ہوتی ہے اور معاملات گدلا جاتے ہیں۔ پس اصل تعلیم یہ ہے کہ جب بھی غصہ پیدا ہو یا جذبات اٹھیں تو فوری قدم سے باز رہیں۔ یہی نصیحت ہے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی جس میں فرمایا گیا ہے کہ جب بھی غصہ آئے تو پانی پی لو۔ اب پانی پینے کے درمیان اور غصے کے درمیان وقفہ پڑ جائے گا اگر پھر بھی زائل نہ ہو تو لیٹ جاؤ۔ تو وہ حدیث تفصیلی الفاظ میں تو اس وقت مجھے یاد نہیں لیکن مضمون یہی ہے جو میں نے آپ کے سامنے رکھا ہے۔ اس حدیث کی حکمت یہ ہے کہ جذبات یا غصوں کے نتیجے میں فوری عمل نہ کیا کرو، ٹھہر جایا کرو، دل پر غور کیا کرو۔ یہ ہے وقفہ جو فراست پیدا کرتا ہے اس وقفے کے بغیر فراست پیدا ہو ہی نہیں سکتی۔

پس اپنے روزمرہ کے دستور کو اس زریں نصیحت کے تابع کر لو کہ جب بھی کسی بات کی خواہش دل میں پیدا ہو، نظر اگر بکھر جائے اور اس کے نتیجے میں جذبات پیدا ہوں، کوئی بھی کیفیت ہو اور کسی وجہ سے کسی سے تکلیف پہنچے اور غصہ پیدا ہو تو ان کے صحیح رد عمل کی تلاش کرو۔ جو پہلا پیغام ہے وہ غلط ہوگا۔ اس پیغام پر کان نہ دھرو۔ اتنا وقفہ لو جتنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے بیان فرمایا ہے یا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عبارت سے ظاہر ہے۔ پھر جب غور کرو گے تو عقل میں ایک نئی چمک پیدا ہو جائے گی اور معرفت نصیب ہوگی۔ یہ مضمون ہے جس کو مسیح موعود علیہ السلام فرما رہے ہیں کہ اس اصول کو محکم پکڑو۔

”**ہر ایک قوم کے ساتھ نرمی سے پیش آؤ۔ نرمی سے عقل بڑھتی ہے**“۔ یہ نرمی سے پیش آنا اس غور وخوض کے بعد کی نرمی ہے جس کی طرف میں اشارہ کر رہا ہوں ورنہ جہاں عقل کا تقاضا یہ تھا کہ کسی قوم سے سختی سے پیش آیا جائے وہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سختی سے بھی پیش آئے۔ تو اگر آپ اس عبارت کو نہیں سمجھیں گے تو آپ جہاں سختی کی ضرورت ہے وہاں سختی سے باز آجائیں گے حالانکہ مقتضائے حال کو پورا کرنا ہی فصاحت وبلاغت ہے۔ یعنی جو بھی صورت حال کا تقاضا ہو اس کا صحیح جواب، یہ آپ کو فصیح وبلیغ بنائے گا، اس سے آپ کی عقل روشن ہوگی، اس سے آپ کو معرفت نصیب ہوگی۔ تو ہر ایک قوم کے ساتھ نرمی سے پیش آؤ کا یہ مطلب نہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جہاں آریہ قوم کے بعض گندے حملوں کے جواب میں سختی برتی ہے وہاں گویا آپ اپنی نصیحت ہی کو بھول رہے ہیں۔ نرمی سے پیش آنے کے درمیان وہ حدیث والا وقفہ شامل ہے تدبر اور غور وفکر والا وقفہ شامل ہے۔ اس کے بعد اکثر آپ کے دل کا فتویٰ یہ ہوگا کہ ان قوموں سے نرمی برتنی چاہئے پھر جو نرمی برتیں گے وہ عقل اور معرفت کی نرمی ہوگی۔

”**نرمی سے عقل بڑھتی ہے اور بردباری سے گہرے خیالات پیدا ہوتے ہیں**“۔ جب یہ سوچنے کا موقع ملتا ہے تو انسان گہرے معاملات میں اترتا ہے، اس کی تہہ تک پہنچتا ہے، پہچانتا ہے کہ عرفان کیا ہے اور سطحی باتیں کیا ہیں۔ ”جو شخص یہ طریق اختیار نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں“۔ اب ’کشتی نوح‘ میں جس طرح کی عبارت ہے ’ہم میں سے نہیں ہے‘ یہ کتاب البریہ جلد ۱۳ صفحہ ۱۷ سے بھی جو عبارت لی گئی ہے اس میں بھی یہی الفاظ ہیں ’وہ ہم میں سے نہیں ہے‘۔ مطلب یہ ہے کہ میں جس

طرح کی جماعت چاہتا ہوں وہ اس قسم کی جماعت میں شامل نہیں ہے۔

"اگر کوئی ہماری جماعت میں سے مخالفوں کی گالیوں اور سخت گوئی پر صبر نہ کر سکے تو اس کا اختیار ہے کہ عدالت کی رو سے چارہ جوئی کرے"۔ اب جہاں تک انصاف کا تقاضا ہے وہ ساتھ بیان فرمادیا۔ اگر کوئی گالیوں اور سخت گوئی پر صبر نہ کر سکے۔ ایسے بھی لوگ ہوتے ہیں جو نہیں کر سکتے تو لازماً نہیں کہ وہ غلط ہوں گے مگر وہ نسبتاً ایک ادنیٰ درجہ کے ممبران جماعت احمدیہ بنیں گے جبکہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کو زیادہ اعلیٰ درجے پر فائز دیکھنا چاہتے ہیں۔ 'ہم میں سے نہیں' کہتے ہی ساتھ ان کی براءت بھی فرمادی۔ "اگر کوئی ہماری جماعت میں سے مخالفوں کی گالیوں اور سخت گوئی پر صبر نہ کر سکے تو اس کا اختیار ہے کہ عدالت کی رو سے چارہ جوئی کرے مگر یہ مناسب نہیں کہ سختی کے مقابل پر سختی کر کے کسی مفسدہ کو پیدا کرے"۔ بہت سی عدالتی کارروائیاں جو میرے علم میں آئی ہیں، جماعت کے اندر بھی جاری ہوتی رہتی ہیں، وہ اسی مضمون کو نہ سمجھنے یا سمجھنے کے باوجود اس پر عمل نہ کرنے کے نتیجے میں پیدا ہوتی ہیں۔ فرمایا "یہ تو وہ وصیت ہے جو ہم نے اپنی جماعت کو کردی اور ہم ایسے شخص سے بیزار ہیں اور اس کو اپنی جماعت سے خارج کرتے ہیں جو اس پر عمل نہ کرے"۔

ایک طرف اس کا بنیادی حق بھی رکھ دیا اس کو بھی کھول دیا لیکن اگر ان باتوں کو سننے کے باوجود وہ اپنے حق استعمال کرنے پر زور دیتا ہے تو مسیح موعود علیہ السلام کا یہ مقصد ہے کہ اپنی وہ جماعت جو آپ کے تصور کی جماعت ہے، جو اعلیٰ درجے کے مخلصین کی جماعت ہے، جو حقیقت میں آپ کے فرمانبردار ہیں اگر اس گروہ میں داخل ہونا چاہتا ہے تو پھر اس گروہ میں داخل نہیں ہو سکے گا، حق استعمال کرتا ہے تو کرے۔

"ہم ایسے شخص سے بیزار ہیں اور اس کو اپنی جماعت سے خارج کرتے ہیں جو اس پر عمل نہ کرے"۔ اب خارج کرنے کا مضمون بھی غور طلب ہے کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایسے افراد کو رسمی طور پر جماعت سے خارج نہیں کیا اس لئے آج کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ فلاں شخص یہ کرتا ہے اور فلاں شخص یہ کرتا ہے اور آپ نے اس کے جماعت سے خارج ہونے کا اعلان نہیں کیا۔ کب ان لوگوں کے جماعت سے خارج ہونے کا مسیح موعود نے اعلان فرمایا تھا۔ پس یہ خارج ہونا معنوی ہے۔ یہ خارج کرنے کی کوئی رسمی کارروائی نہیں کی جبکہ کثرت سے آپ کے بیانات اور ملفوظات اور تحریرات میں جماعت میں ایسے لوگوں کے رہنے کا ذکر ملتا ہے جو اس قسم کی بیہودہ حرکتیں کرتے ہیں اور مسیح موعود علیہ السلام کی دلآزاری کا موجب بنتے ہیں ان کو جماعت سے باہر کرنے کی کاروائی نہیں ہوئی۔ پھر یہاں باہر کا کیا مطلب ہے۔ وہی جو میں بیان کر رہا ہوں کہ عملاً خدا کے نزدیک وہ لوگ مسیح موعود کی پاک جماعت سے باہر شمار ہونگے اور یہ بہت بڑا ایک خطرہ ہے جو اگر انسان سمجھ جائے تو لازماً اس خطرے سے بچنے کی کوشش کرے گا۔ اور لازم ہے کہ ایسا شخص اپنی اس زندگی میں اور اُس زندگی میں دونوں میں فلاح پا جائے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک اقتباس الحکم جلد ۳۲ مورخہ ۱۰ر مئی ۱۹۰۸ء صفحہ نمبر ۳ پر درج ہے۔ فرماتے ہیں: **"فلاح وہ شخص پاوے گا جو اپنے نفس میں پوری پاکیزگی اور تقویٰ طہارت پیدا کر لے"**۔ پس وہ لوگ تھے جن کا ذکر مسیح موعود علیہ السلام فرمارہے تھے کہ ہماری جماعت میں سے نہیں اور جن جماعت کے لوگوں کو آپ مفلحین کے گروہ میں شمار ہوتا ہوا دیکھنا چاہتے ہیں ان کی یہ تفصیل ہے۔ "جو اپنے نفس میں پوری پاکیزگی اور تقویٰ طہارت پیدا کر لے اور گناہ اور معاصی کے ارتکاب کا کبھی بھی اس میں دورہ نہ ہو اور ترک شر اور کسب خیر" یعنی شر والی باتوں کو ترک کرنا، اس کو چھوڑ دینا اور 'کسب خیر' محنت کر کے اچھی باتوں کو کمانا۔ "دونوں مراتب پورے طور سے یہ شخص طے کر لے تب جا کر کہیں اسے فلاح نصیب ہوتی ہے"۔ جو معاملہ شروع میں آسان دکھائی دے رہا تھا غور کرو تو کتنا مشکل دکھائی دینے لگ گیا ہے۔

"ایمان کوئی آسان سی بات نہیں جب تک انسان مر ہی نہ جاوے تب تک کہاں ہو سکتا ہے کہ سچا ایمان حاصل ہو"۔ اب یہ مرجانا پچھلی ساری عبارات سے ظاہر ہے کہ انسان اگر موت ہی عائد کر لے اپنے پر، غصے کو کنٹرول کرے، جذبات پر قابو پالے، ہر ترک شر کرے، ہر کسب خیر کرے تو دنیا سے وہ مر گیا۔ ایک نیا وجود ظاہر ہوا ہے جو اس دنیا میں رہتے ہوئے کسی اور دنیا میں زندہ ہے۔ یہ باتیں ہیں جن کو مسیح موعود علیہ السلام فرمارہے ہیں کہ "انسان مر ہی نہ جاوے تب تک کہاں ہو سکتا ہے کہ سچا ایمان حاصل ہو"۔

بدر جلد ۷ نمبر ۱۹ مورخہ ۲۴ر مئی ۱۹۰۸ء صفحہ ۵،۶ سے ایک اور عبارت بھی لی گئی ہے۔ **"جب انسان محض اللہ تعالیٰ کے لئے اپنے جذبات کو روک لیتا ہے تو اس کا نتیجہ دین و دنیا میں کامیابی اور عزت ہے۔ فلاح دو قسم کی ہے تزکیہ نفس حسب ہدایت نبی کریم ﷺ کرنے سے آخرت میں بھی نجات ملتی ہے اور دنیا میں بھی آرام ملتا ہے"**۔ یہ تو ایک ایسی قطعی حقیقت ہے کہ ہر انسان روزمرہ کی زندگی میں اس کو پرکھ سکتا ہے۔ جب بھی کسی انسان کو دکھ پہنچا ہو، خطرات درپیش ہوں تو سوائے رسول اللہ ﷺ کی پناہ کے جو الٰہی پناہ ہے اور کوئی پناہ اس کو نصیب نہیں ہو سکتی۔ جو معاملات وہ طے کرتا ہے غور کرے اور ٹھہرے اور سوچے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ایسے موقعوں پر کیا تعلیم دیتے ہیں۔ وہ تعلیم اس کی حفاظت کرے گی اور اگر کوئی دکھ پہنچ بھی جائے تو اس دکھ کے بداثر سے نجات کے لئے بھی وہی تعلیم ہے جو اثرانداز ہوگی۔ مجھے کل ایک فون ملا کہ میرا بھائی، پیارا بھائی فوت ہو گیا۔ فلاں دو چھوٹے چھوٹے بچے پیچھے چھوڑ دے۔ فلاں عزیز فوت ہو گیا، فلاں عزیز فوت ہو گیا اب میں کیا کروں۔ ان سے میں نے یہی عرض کیا کہ رسول اللہ ﷺ کی ہدایات کی پناہ میں آجائیں کیونکہ اس صدمے کو کم کرنے کے لئے جب تک حضرت اقدس محمدؐ رسول اللہ کا تصور نہ باندھا جائے یہ صدمہ کم نہیں ہو سکتا بلکہ بلائے جان بن جائے گا اور بجائے اس کے کہ ان لوگوں کو آپ واپس بلا سکیں آپ کو وہاں جانا ہوگا جہاں یہ لوگ پہنچ کر خوش ہیں۔ لیکن آپ خوش نہیں ہونگے کیونکہ جو آپ نے رویہ اختیار کیا ہے یہ رسول اللہ ﷺ کی ہدایات کے بالکل برعکس ہے۔ آپ کو کتنے بے شمار صدمے پہنچے ہیں، ہر صدمے کے موقعہ پر آپؐ اللہ کی پناہ میں آئے ہیں اور یہ پناہ اس یقین سے ملتی ہے کہ یہ دنیا عارضی ہے اور اُس دنیا میں ہم نے جانا ہی ہے۔ اس لئے ہر صدمے کے موقع پر سچا صبر اُس دنیا میں جانے کا سفر آسان کر دیتا ہے اور انسان یہاں رہتے ہوئے بھی ایک قسم کا بے تعلق ہو جاتا ہے۔ یعنی بے تعلق ان معنوں میں نہیں کہ دنیا کو بالکل تج کر دے اور چھوڑ دے بلکہ بے تعلق ان معنوں میں ہو جاتا ہے کہ انسان کو اپنے ساتھ، اپنے اندر بستا ہوا دیکھتا تو ہے لیکن اس کے تصورات، اس کے خیالات ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی طرف منتقل ہوتے رہتے ہیں اور بنی نوع انسان سے حسن سلوک جاری رکھتا ہے، اس طرح نہیں کرتا کہ الگ ہی ہو جائے۔ پس دنیا میں بھی کامیابی ہے اور آخرت میں بھی کامیابی ہے۔

"فلاح دو قسم کی ہے تزکیہ نفس حسب ہدایت نبی کریم ﷺ کرنے سے آخرت میں بھی نجات ملتی ہے اور دنیا میں بھی آرام ملتا ہے"۔ پھر فرمایا "گناہ خود ایک دکھ ہے۔ وہ بیمار ہیں جو گناہ میں لذات پاتے ہیں۔ بدی کا نتیجہ کبھی اچھا نہیں نکلتا۔ بعض شرابیوں کو میں نے دیکھا ہے کہ انہیں نزول الماء ہو گیا، مفلوج ہو گئے، رعشہ ہو گیا، سکتے سے مر گئے۔ خدا تعالیٰ جو ایسی بدیوں سے روکتا ہے تو لوگوں کے بھلے کے لئے۔ جیسے ڈاکٹر اگر کسی مریض کو، کسی بیمار کو پرہیز بتاتا ہے تو اس میں بیمار کا فائدہ ہے نہ کہ ڈاکٹر کا"۔ پس یہ ساری نصیحتیں جو آپ کو کی جاتی ہیں یا آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی نصائح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ میں آپ سنتے ہیں تو اس میں حضرت اقدس مسیح موعود یا حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ کا کوئی بھی ذاتی فائدہ نہیں ہے۔ آپ کا فائدہ ہے اگر اس نسخے پر عمل کریں تو آپ کو فائدہ پہنچے گا۔

لیکن عام تیماردار اور ان روحانی تیمارداروں کے درمیان ایک فرق بھی ہے۔ یہ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دنیا کے تیماردار کا حوالہ دیا ہے کہ اگر ایسا شخص طبیب کی بات نہیں مانتا تو طبیب کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔ مگر خدا کے بندے، حقیقی بندے جو نبوت کے مقام پر فائز ہوتے ہیں ان کو ذاتی نقصان کا احساس ضرور ہوتا ہے، طبیب کو ہو یا نہ ہو۔ کیونکہ جب بھی وہ کسی خدا کے بندے کو ضائع ہوتے دیکھتے ہیں تو تکلیف پہنچتی ہے اس لئے یہ نقصان تو ضرور ان کو پہنچتا ہے جو عام دنیا کے طبیب کو اکثر نہیں پہنچتا۔ "پس فلاح جسمانی روحانی پانی ہے آسمان سے اترنے والا ایک پانی ہے جس کو میں فلاح جسمانی قرار دیتا ہوں"۔ یعنی مسیح موعود علیہ السلام قرار دیتے ہیں۔ "تم ان آفات و منہیات سے پرہیز کرو۔ نفس کو بے قید نہ کرو کہ تم پر عذاب نہ آجائے"۔ نفس کی بے قیدی کے نتیجے میں طرح طرح کی تکلیفیں پہنچ سکتی ہیں جن کا ذکر پہلے گزرا ہے۔ ہر قسم کی ایسی عادات جو مضر صحت ہیں اگر ان کو کھلی ڈھیل دی جائے تو عجب نہیں کہ ان بدنتائج کو پیدا کریں۔ "اللہ تعالیٰ نے کمال رحمت سے سب دکھوں سے بچنے کی راہ بتادی اب کوئی ان دکھوں سے، ان گناہوں سے نہ بچے تو اسلام پر اعتراض نہیں ہو سکتا"۔

پھر البدر جلد ۳ صفحہ ۲۷، ۲، مورخہ ۱۶ر جولائی ۱۹۰۴ء صفحہ ۴ میں آپ نے یہ نصیحت فرمائی،

"انسان کی خوش قسمتی ہے کہ قبل از نزول بلاء وہ تبدیلی کر لے

ارشاد نبویؐ
خَیرُ الزَّادِ التَّقوٰی
سب سے بہتر زادِ راہ تقویٰ ہے
﴿منجانب﴾
رکن جماعت احمدیہ ممبئی

طالبانِ دُعا:-
آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
16 بینٹنک لین کلکتہ 700001
دکان-248-1652, 248-5222
رہائش-243-0794, 27-0471

لیکن اگر کوئی تبدیلی نہیں کرتا اور اس کی نظر اسباب اور مکر و حیلے پر ہے تو سوائے اس کے کہ وہ اپنے ساتھ گھر بھر کو تباہ کر دے اور کیا انجام ہو سکتا ہے"۔اب یہ باتیں اچھی طرح پیش نظر رکھیں کہ بعض دفعہ ایک انسان کی غلطی اس کے گھر کو بھی برباد کر دیا کرتی ہے، فرمایا خوش قسمتی ہے کہ نزول الماء سے پہلے وہ تبدیلی کر لے۔اگر کوئی تبدیلی نہیں کرتا اور اس کی نظر اسباب اور مکر و حیلے پر ہے"۔یعنی اپنے نفس کی خرابیوں سے توبہ نہیں کرتا اور دبے ہوئے نفس کی مکروہات کو چھپانے کی کوشش کرتا ہے۔اس کا اپنا نفس ہے جس نے اس کے گرد و پیش خطرات پیدا کر دئے ہیں۔اگر کوئی ایسا شخص ہو جو سمجھتا ہو کہ میری چالاکیوں سے یہ خطرات میرے نفس کے اندر دب جائیں گے اور بیرونی اثر ظاہر نہیں کریں گے یہ مکر و حیلہ سے بچنے کی کوشش ہے۔مکر و حیلہ سے اس طرح بچنے کی کوشش سے ان کو کوئی بھی فائدہ نہیں ہوگا کیونکہ ان مضرات سے نقصان ضرور پہنچے گا اور چونکہ وہ اپنی آنکھیں بند کئے بیٹھا ہے اس لئے اس کے گھر میں جو بھی بستے ہیں اس کے نقصان سے وہ بھی حصہ پائیں گے۔

تو بعض لوگوں کو اپنی فکر نہیں اپنے بیوی بچوں کی فکر ہوتی ہے۔ان کا حوالہ دیتے ہوئے مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے،"سوائے اس کے کہ وہ اپنے ساتھ گھر بھر کو تباہ کر دے اور کیا انجام ہو سکتا ہے۔ کیونکہ **مرد گھر کا کشتی بان ہوتا ہے اگر وہ ڈوبے گا تو کشتی بھی ساتھ ہی ڈوبے گی ۔ اسی لئے کہا ہے اَلرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ**"۔کہ مرد عورتوں کے اوپر قوام ہوتے ہیں ان کو سیدھا رکھنے کے ذمہ دار ہوتے ہیں۔ایسی صلاحیتیں عطا کئے گئے ہیں کہ وہ عورتوں کو اگر وہ واقعۃً الٰہی تعلیم پر چلیں سیدھا رکھ سکتے ہیں اور سیدھے رستے پر چلا سکتے ہیں۔

"اسی کی رستگاری کے ساتھ اس کے اہل و عیال کی رستگاری ہے"۔اگر اللہ تعالیٰ آزادی کے، بھلائی کے سامان پیدا نہ کرے تو اس کے اہل و عیال کی بھلائی کے سامان بھی پیدا نہیں ہو سکتے "لَا يَخَافُ عُقْبٰهَا" سے ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ کو ان کے پسماندگان کی کوئی پرواہ نہیں۔اس وقت اس کی بے نیازی کام کرتی ہے"۔ لَا يَخَافُ عُقْبٰهَا میں یہ فرمایا کہ خدا تعالیٰ کو گویا ان کی ہلاکت کی کوئی بھی پرواہ نہیں۔یہاں بھی جو اس آیت کا سیاق و سباق جانتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ لَا يَخَافُ عُقْبٰهَا ان نفوس کے متعلق فرمایا گیا ہے جو اپنے نفس کو نیچے اتارتے ہیں اور دبا کر ان کی بدی سے بچنے کی کوشش اس طرح کرتے ہیں کہ وہ بالکل اندر دب جائے اور اس کا کوئی شر بھی باہر نہ نکلے۔حالانکہ نفس کو جتنا چاہیں دبائیں اس کی خیر بھی باہر نکلتی ہے، اس کا شر بھی باہر نکلتا ہے۔تو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لَا يَخَافُ عُقْبٰهَا کی آیت کی طرف اشارہ فرمادیا۔اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ لوگ اپنی شرارتوں، اپنے کینوں، اپنی گندگیوں کو اندر دبا کر ان کے شر کے پھیلنے سے بچنے کی کوشش کرتے ہیں۔ایسا کبھی نہیں ہوگا وہ شر ضرور پھیلے گا اور ان کے لئے نقصان کا موجب بنے گا۔

الحکم جلد ۶ نمبر ۳۹ صفحہ ۱۰ مورخہ ۲۶ر اکتوبر ۱۹۰۲ء میں درج ہے "خدا تعالیٰ نے ایک خاص قانون اپنے برگزیدوں اور راستبازوں کے لئے رکھا ہوا ہے۔وہ ایسا ٹیکہ ہے کہ اس میں نہ نشتر کی ضرورت ہے نہ اس میں تپ آتا ہے۔جب کوئی اس کی شرائط کو پورا کرنے والا ہو تو خدا کے سایہ میں آجاتا ہے۔تم اسے اختیار کرو تا تم ضائع نہ ہو۔ہر شخص جو اس کو سمجھے وہ دوسرے کو سمجھادے"۔اب بلاؤں اور وباؤں سے بچنے کے لئے دنیا میں ٹیکوں کا رواج ہے اور ٹیکے خود بھی اپنی ذات میں نقصان پہنچانے والے ہوتے ہیں۔نشتر لگتا ہے، سوئی چبھتی ہے اور انسان تکلیف محسوس کرتا ہے پھر اس کے بعد تپ آجایا کرتا ہے۔اکثر ٹائیفائیڈ کے ٹیکے لگانے والے بڑی مصیبت سے گزرتے ہیں۔بعض دفعہ چیچک کا ٹیکہ بگڑے تو اس سے بھی تکلیف پہنچتی ہے۔تو فرمایا میں ایک ایسے ٹیکے کی بات کر رہا ہوں جو کوئی بھی تکلیف تمہیں نہیں پہنچائے گا۔نہ نشتر لگے گا،نہ تپ آئے گا۔

"تم اسے اختیار کرو تا تم ضائع نہ ہو، ہر شخص جو اس کو سمجھے وہ دوسروں کو سمجھادے اور حاضر غائب کو پہنچادے تا کہ کوئی دھوکہ نہ کھائے"۔یہ وہ نصیحت ہے جس کو اب ہمیں عام کرنے کی ضرورت ہے۔جو حاضر ہیں، جو سن رہے ہیں وہ غائبوں تک ان باتوں کو کرنا شروع کر دیں۔ محض اپنے دل کی حدود تک نہ رکھیں بلکہ زبان سے نکالیں اور ارد گرد ماحول کو یہ نصیحت کریں جو مسیح موعود علیہ السلام نے فرمائی ہے۔"**یاد رکھو محض اسم نویسی سے کوئی جماعت میں داخل نہیں جب تک وہ حقیقت کو اپنے اندر پیدا نہ کرے۔آپس میں محبت کرو۔ اتلاف حقوق نہ کرو اور خدا کی راہ میں دیوانے کی طرح ہو جاؤ تا کہ تم پر فضل کرے ۔ اُس سے کچھ باہر نہیں ہے**"۔

وہ جو ٹیکہ وہ یہ ٹیکہ ہے جس کی بات اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرما رہے ہیں۔ فرماتے ہیں تمہارا نام میری جماعت میں لکھا جائے تو یہ اسم نویسی ہے جیسے بیعت کے فارموں پہ نام لکھے جاتے ہیں، جماعت کی فہرستوں میں اسماء لکھے جاتے ہیں۔فرمایا یہ تو اسم نویسی ہے اس سے کوئی جماعت میں داخل نہیں۔یہ خیال کر لینا کہ تجنید کی فہرستوں میں ہمارا نام ہے اور یہ سمجھ لینا کہ چونکہ تجنید میں نام ہے اس لئے ہم جماعت میں داخل ہیں۔فرمایا یہ غلط بات ہے اس کو نام لکھنا کہتے ہیں۔پس اس سے زیادہ اس کی کوئی حقیقت نہیں۔ہاں "جب تک وہ حقیقت کو اپنے اندر پیدا نہ کرے"۔اسم نویسی کے بعد جو احمدیہ جماعت کی حقیقت ہے جسے مسیح موعود علیہ السلام کھول کھول کر بیان فرماتے ہیں اس حقیقت کو اپنے اندر جب تک پیدا نہ کرے اس اسم نویسی کا کوئی فائدہ نہیں۔یہ حقیقت کیا ہے "آپس میں محبت کرو اتلاف حقوق نہ کرو"۔

"آپس میں محبت کرو" اور "اتلاف حقوق نہ کرو"۔ایک ہی چیز کے دو پہلو ہیں۔جس سے آپ کو پیار ہو اس کا حق تلف تو نہیں کرتے۔کبھی ماؤں کو دیکھا ہے کہ بچوں کے حقوق تلف کر رہی ہوں۔جاہل ہی ہونگی وہ مائیں جو بچے کے منہ سے لقمہ چھین کر خود کھا جائیں۔جو بچے کا حق ہے وہ بچے کو دیتی ہیں بلکہ اپنے منہ کا لقمہ چھوڑ کر بچے کے منہ میں ڈال دیتی ہیں۔تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرما رہے ہیں **محبت کرو ، اتلاف حقوق نہ کرو۔ محبت کی پہچان یہ ہوگی کہ تم کسی کے حقوق تلف نہ کرو ۔ اور حقوق نہیں تلف کرو گے تو اپنے حقوق دوسروں کو دینے کے لئے امکان پیدا ہو جائے گا**۔حقوق نہ تلف کرنا محبت کا پہلا تقاضا ہے لیکن اپنے حقوق تلف کرنا محبت کا دوسرا تقاضا ہے۔پس ان دونوں پہلوؤں سے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس ہدایت کو سمجھیں۔دوسروں سے محبت کریں یعنی ان کے حقوق تلف نہ کریں اور ان کی خاطر اپنے حقوق تلف کریں۔یہ تو ایک دیوانگی کی بات ہے۔انسان کسی کے حقوق تلف نہ کرے وہ تو ٹھیک ہو گیا مگر اپنے حقوق کیوں تلف کرے۔فرمایا "خدا کی راہ میں دیوانے کی طرح ہو جاؤ"۔یہ تبھی ممکن ہے کہ اگر آپ اللہ کی محبت کی وجہ سے دیوانہ سے بن جائیں اور یہ بظاہر دیوانگی کی باتیں ہیں۔ماں کا بچے سے ایک رشتہ ہے جس کے تقاضے وہ نظر انداز نہیں کر سکتی مگر آپ کا تو بنی نوع انسان سے اس قسم کا خونی رشتہ نہیں ہے اور اگر آپ عقل کریں تو وہ تقاضے نظر انداز کر سکتے ہیں۔پس جب تک دیوانوں کی طرح خدا کی راہ میں نہ ہو جاؤ یہ ماں والے رشتے تمام بنی نوع انسان سے قائم کئے ہی نہیں جا سکتے۔"دیوانے کی طرح ہو جاؤ تا کہ خدا تم پر فضل کرے، اس سے کچھ باہر نہیں"۔

اب یہ ہماری تربیت کے لئے ایک بڑا عظیم الشان لائحہ عمل ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیان فرما دیا اور اس کی باریک راہوں سے ہمیں آگاہی فرمائی۔فرمایا، "**میں تمہیں بار بار نصیحت کرتا ہوں کہ تم ایسے پاک صاف ہو جاؤ جیسے صحابہ نے اپنی تبدیلی کی ۔انہوں نے دنیا کو بالکل چھوڑ دیا گویا ٹاٹ کے کپڑے پہن لئے ۔ اسی طرح تم اپنی تبدیلی کرو**"۔اب یہ نہیں فرمایا کہ دنیا کو چھوڑ دیا اور ٹاٹ کے کپڑے پہن لئے کیونکہ صحابہ میں بڑے بڑے خوش پوش صحابہ کا ذکر ملتا ہے جو اللہ اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو بہت پیارے تھے۔خود حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی خوش پوشی کا ذکر ملتا ہے۔بعض دفعہ باہر سے کوئی بہت اعلیٰ درجے کا خوب صورت، دلکش تحفہ آیا تو آپ نے وہ پہن لیا یہ بھی شکر کا ایک اظہار ہے یہ بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت کے پہلے قطرے کو جیسے انسان زبان پر لیتا ہے وہی محبت ہے جس کا یہاں ذکر چل رہا ہے۔

تو فرمایا، "جیسے صحابہ نے اپنی تبدیلی کی۔انہوں نے دنیا کو بالکل چھوڑ دیا گویا ٹاٹ کے کپڑے پہن لئے"۔'گویا ٹاٹ کے کپڑے' پہننے کا مطلب ہے کہ اگر خدا طلبی سے غربت اختیار کرنی پڑے اور دنیا ہاتھ سے جاتی رہے، دنیا کے مال و دولت نہ رہیں اور واقعۃً ٹاٹ پہننا پڑے تب بھی اس کی کوئی پرواہ نہیں کرنی۔ٹاٹ پہننے کے لئے اپنے آپ کو ذہنی طور پر اور قلبی طور پر تیار رکھنا یہ مضمون ہے جو یہاں بیان ہو رہا ہے۔اگر آپ تیار رکھیں گے تو گویا ٹاٹ کے کپڑے پہن لئے۔خدا کے نزدیک وہ قربانی جو آپ سے لی نہیں گئی لیکن ذہنی طور پر آپ تیار ہیں وہ اللہ کے نزدیک ایسی ہی ہے جیسے ہو گئی۔اور اکثر اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں سے یہی سلوک ہوتا ہے۔مطالبے کرتا ہے یہ کرو، وہ کرو، جو بہت سخت بھی ہوتے ہیں، نرم بھی ہوتے ہیں لیکن جو قلبی طور پر تیار ہو جائے کہ میں ان مطالبوں کو بالآخر پورا کروں گا اللہ کے ہاں وہ ایسا ہی لکھا جاتا ہے جیسے اس نے وہ مطالبے پورے کر دئے۔

GURANTED PRODUCT
NEVER BEFORE
THIS COMFORT THIS DURABILITY AND SOLIGHT
A TREAT FOR YOUR FEET
Soniky
HAWAI
NIR
NEW INDIA RUBBER WORKS (P) LTD
34, A DEBENDRA CHANDRA DEY ROAD CALCUTTA -15

پس ٹاٹ کے کپڑوں کے متعلق یہیں آپ کو اپنے سوٹ اور گاؤن بدلنے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ نہیں کہ سب اتار کے پھینک دیں اور واقعۃً ٹاٹ کی سلائیاں شروع کر دیں۔ ہاں یہ ارادہ رکھیں اور اس میں پختہ ہوں، اس میں نیت بالکل پاک اور صاف ہو کہ خدا کی قسم اگر اس کی خاطر ہمیں ان تمام خوبصورت لباسوں کو آگ میں جھونکنا پڑے تو ہم جھونک دیں گے۔ تن ڈھانکنا ہے تو ٹاٹ سے ڈھانک لیں گے کیونکہ تن تو بہر حال ڈھانکنا ہے لیکن اللہ کی رضا کو نظر انداز نہیں کریں گے۔ اس چھوٹے سے خوبصورت فقرے میں یہ سارا مضمون بیان فرمادیا گیا۔

اب کس خدا کی خاطر قربانیاں ہیں جس کے متعلق ہم جانتے ہیں کہ ہمارے حواس خمسہ اس تک پہنچ نہیں سکتے۔ وہ غیب میں ہے اور غیب کے لئے حاضر کی قربانی ایک بہت بڑا مشکل مضمون ہے۔ انسان حاضر پر غیب کو قربان کرتا ہے مگر غیب پر حاضر کو قربان نہیں کیا کرتا تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خدا تعالیٰ کے غیب ہوتے ہوئے حاضر مضمون کو بیان فرمارہے ہیں۔ کس کی خاطر تم یہ کام کرو گے۔

"وہ خدا جو آنکھوں سے پوشیدہ ہے مگر سب چیزوں سے زیادہ چمک رہا ہے جس کے جلال سے فرشتے بھی ڈرتے ہیں۔ وہ شوخی اور چالاکی کو پسند نہیں کرتا اور ڈرنے والوں پر رحم کرتا ہے۔ سو اس سے ڈرو اور ہر ایک بات سمجھ کر کہو۔ تم اس کی جماعت ہو جن کو اس نے نیکی کا نمونہ دکھانے کے لئے چنا ہے"۔

"تم اس کی جماعت ہو جن کو اس نے نیکی کا نمونہ دکھانے کے لئے چنا ہے"۔ یہاں غالباً "جن کو" کا لفظ جماعت پر اطلاق پارہا ہے کیونکہ 'اُس' کا لفظ واحد میں ہے 'اُس' سے مراد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں تم اس کی جماعت ہو جن کو یعنی اس جماعت کو اس نے یعنی اللہ تعالیٰ نے نیکی کا نمونہ دکھانے کے لئے چنا ہے۔ **"سو جو شخص بدی نہیں چھوڑتا اور اس کے لب جھوٹ سے اور اس کا دل ناپاک خیالات سے پرہیز نہیں کرتا وہ اس جماعت سے کاٹا جائے گا"**۔ کاٹا جانے کے متعلق ایک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فقرہ میں پہلے بیان کر چکا ہوں "میری جماعت میں سے نہیں ہے" لیکن کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جو اس فقرے کے دائرے میں آتے ہیں، اس اظہار کے دائرے میں آتے ہیں جو فوری طور پر تو کاٹے ہوئے دکھائی نہیں دیتے اور کوئی جماعت کی کارروائی ان کے خلاف نہیں ہوتی لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا انذار ضرور ان کے حق میں پورا اترتا ہے۔ وہ رفتہ رفتہ دور ہٹتے ہٹتے واقعۃً جماعت سے کاٹے جاتے ہیں یا خود اپنے آپ کو جماعت سے کاٹ لیتے ہیں۔ یہ سلسلہ روز جاری ہونے والا سلسلہ ہے۔ ہر روز ایسے انسانوں کی خبر ملتی رہتی ہے جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پہلے تقاضوں کو نظر انداز کر دیا تو آخری باتیں ضرور پوری ہوئیں جن سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کو ڈرا لیا تھا۔

"اے خدا کے بندو! دلوں کو صاف کرو"۔ دل ہی ہیں جو ہر صفائی، ہر برائی کی پہلی آماجگاہ ہیں۔ یہاں اگر جھاڑو پھیرا جائے گندگیوں سے تو پھر پاک دل اس سے نکلے گا جس میں خوبیاں آکر اپنی جگہ بنالیں گی۔ پس یہ بات بار بار کہتا ہوں اور کہتا چلا جاتا ہوں اور یہ بات ہر ایک کی سمجھ میں آجانی چاہئے مگر لفظوں میں سمجھ میں آجاتی ہے، عمل کچھ نہیں ہوتا یا ہوتا ہے تو بہت تھوڑا ہوتا ہے۔ اس لئے مجھے یہ باتیں دوہرانے دیں۔ جتنا دوہراؤں گا کبھی نہ کبھی، کسی نہ کسی کو تو خیال آجائے گا کہ میں سنتا تو ہوں مگر ان باتوں پر عمل نہیں کرتا اس لئے اس دوہرانے سے فائدہ ہے فَذَكِّرْ اِنْ نَّفَعَتِ الذِّكْرٰى کا یہی مضمون ہے۔

فرمایا: **"اے خدا کے بندو! دلوں کو صاف کرو اور اپنے اندرونوں کو دھو ڈالو"**۔ جیسے بعض دفعہ بعض عورتوں کو جنون ہوتا ہے وہ ہر وقت گھر کے اندر وغیرہ دھوتی رہتی ہیں اور اپنا اندر نہیں دھوتیں۔ فرمایا "اپنے اندرونوں کو دھو ڈالو۔ **تم نفاق اور دورنگی سے ہر ایک کو راضی کر سکتے ہو مگر خدا کو نہیں**"۔ دکھاوے کی زندگی، باہر کی صفائی، اندرونے کو بھول جانا، اس سے ہو سکتا ہے تم ہر ایک کو راضی کر لو اور وہ تمہیں اور تمہارے گھر کو بہت شفاف اور چمکتا ہوا دیکھے۔ سب کو کر سکو گے، مگر خدا کو نہیں۔ "خدا کو اس خصلت سے غضب میں لاؤ گے"۔ اب دنیا راضی ہو رہی ہے اور بہت خوش ہو رہی ہے بہت اچھا آدمی ہے، بہت اچھی عورت ہے۔ اتنا صاف ستھرا آدمی، اتنی صاف ستھری عورت، گھر پاک و صاف اور یہی بات جو دنیا میں تمہاری مدح کا موجب بن رہی ہے خدا کے غضب کو بھڑکانے کا موجب بنتی ہے۔

"خدا کو اس خصلت سے غضب میں لاؤ گے۔ اپنی جانوں پر رحم کرو اور اپنی ذریت کو ہلاکت سے بچاؤ۔ کبھی ممکن ہی نہیں کہ خدا تم سے راضی ہو حالانکہ تمہارے دل میں اس سے زیادہ کوئی اور عزیز بھی ہے"۔ ٹاٹ کے کپڑوں والی بات کہ دل میں اگر کوئی عزیز ہے تو جب ابتلاء میں پڑو گے تو وہ عزیز خدا پر غالب آجائے گا۔ اگر دل میں کوئی اور عزیز ہے سے مراد یہ نہیں ہے کہ کوئی اور پیارا ہے۔ بے شمار پیارے ہونگے، بے شمار دل میں عزیز ہونگے مگر خدا کے مقابل پر اگر کوئی دل میں عزیز ہے تب تم خدا کی نظر میں پیارے نہیں ہو سکتے۔ "اس کی راہ میں فدا ہو جاؤ اور اس کے لئے محو ہو جاؤ اور ہمہ تن اس کے ہو جاؤ"۔

یہ سارے عشق کے منازل ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کھول رہے ہیں۔

اب ایک لمبی تحریر ہے جو اس لحاظ سے بہت دلچسپ ہے کہ چلتے چلتے آسٹریلیا کے ایک سیاح سے باتیں کرتے ہوئے اس کو نصیحتیں فرمائی جارہی ہیں۔ صبح سیر کے وقت مسیح موعود علیہ السلام جب روانہ ہوئے تو آسٹریلیا سے آیا ہوا ایک سیاح تھا وہ بھی ساتھ چل پڑا یا اسے دعوت دے دی گئی ہوگی اور اس دوران سیر اس سے جو گفتگو ہوئی یہ دوسرے ساتھیوں نے، سننے والوں نے بعد میں فوراً قلمبند کر لی۔ پس یہ گفتگو ان الفاظ میں ہے۔

"دیکھو اگر کوئی شخص کسی حاکم کے سامنے کھڑا ہو"۔ یہ آسٹریلین سیاح سے فرمارہے ہیں۔ "دیکھو اگر کوئی شخص کسی حاکم کے سامنے کھڑا ہو اور اس کا کچھ اسباب متفرق طور پر پڑا ہو تو یہ کبھی جرأت نہیں کرے گا کہ اسباب کا کوئی حصہ چرالے خواہ چوری کے کیسے ہی قوی محرک ہوں"۔ مالک سامنے کھڑا ہو تو اس کا اسباب بکھرا پڑا ہو یہ عموماً سیاح کے اوپر اطلاق ہونے والی بات ہے۔ کیونکہ کسی کے گھر میں تو سامان بکھرا ہوتا یا وہ سفر پر روانہ ہونے والا ہے یا سفر سے آیا ہے تو اس سیاح کو مخاطب کر کے یہ فقرہ دیکھیں کتنا اس کی صورت حال پر اطلاق پانے والا ہے جس کو وہ اپنے تجربے سے خود سمجھ سکتا ہے۔ "اس کا کچھ اسباب متفرق طور پر پڑا ہو تو یہ شخص کبھی جرأت نہیں کرے گا کہ اسباب کا کوئی حصہ چرالے خواہ چوری کے کیسے ہی قوی محرک ہوں اور کیسا ہی بدعادت کا مبتلا ہو"۔ یہ ہو نہیں سکتا اس کی نظر میں ہو اور اس کو چرالے۔

"مگر اس وقت اس کی ساری قوتوں اور طاقتوں پر ایک موت وارد ہو جائے گی"۔ مرنا جس کا ذکر پہلے گزر چکا ہے اسی کی تشریح ہے کہ مرنے سے یہ مراد نہیں ہے بالکل مر مٹو۔ مرنے سے یہ مراد ہے حاکم وقت یعنی اللہ تعالیٰ کی نظر میں ہوتے ہوئے تم ایسی جرأت نہ کرو کہ گویا اس کا سامان چرا رہے ہو اور خدا کی مرضی کے خلاف عمل کی جسارت میں تمہارے اوپر ایک موت طاری ہو گئی۔ جیسے وہ بدکار، چور اچکا مردے کی طرح کھڑا رہے گا۔ مجال ہے اس کی جو ہاتھ بڑھا کر مالک کی نظر میں رہتے ہوئے اسکا کوئی سامان چرائے۔ "موت وارد ہو جائے گی اور اسے ہرگز یہ جرأت نہ ہو سکے گی اور اس طرح پر وہ اس چوری سے ضرور بچ جائے گا۔ اس طرح پر ہر قسم کے خطاکاروں اور شریروں کا حال ہے کہ جب انہیں ایسی قوت کا کوئی علم ہو جاتا ہے جو ان کی شرارت پر سزا دینے کے لئے قادر ہے تو وہ جذبات ان کے دب جاتے ہیں۔ یہی سچا طریق گناہ سے بچنے

We offer professional service in buying, selling of properties for all your real Estate requirement in Bangalore and Karnataka

Contact:-

CHOICE REAL ESTATE

327 Tipu Sultan palace Road

Fort Banglore 560002, ☎ 6707555

STAR

☎ 543105

CHAPPALS

WHOLE SELLERS OF HIGH QUALITY LEATHER & RUBBER CHAPPALS

105/661, OPP. BLOCK NO-7 FAHIMMABAD COLONY

KANPUR-1- PIN 208001

EXPORTS & IMPORTS

All types of Leather jackets, Ladies bags, purse,hand gloves, Organic Cotton (Garments & Baby Cloth)

Contact:

OCEANIC EXIM

57, BRIGHT STREET,CALCUTTA 700019 (INDIA)

PH: 2805209,2474015 FAX : 91 - 33 - 2479163

کا ہے"۔

اگر کوئی معصوم بچی اکیلی جا رہی ہو، اندھیرا ہو، کوئی دیکھ نہ رہا ہو، ایک بدبخت اس پر ہاتھ اٹھانے کی جسارت کر سکتا ہے۔ لیکن اگر ایک قوی ہیکل، مضبوط مرد اس کے ساتھ چل رہا ہو جس کے مقابل پر اس کی کوئی حیثیت نہ ہو تو اتنی شرافت سے وہ نظریں نیچی کر کے گزرے گا کہ قوی ہیکل انسان کو وہم بھی نہیں ہوگا کہ اس کا کوئی بد ارادہ ہے۔ نہایت مسکین بن جائے گا چال میں نرمی آجائے گی۔ ذرا بچ کے، پہلو بچا کے جائے گا۔ وہ لطیفہ میں نے اردو کلاس میں تو بتلایا تھا لیکن یہاں پتہ نہیں سنایا ہے کہ نہیں۔ ایک شخص نے اپنے اوپر کی منزل سے کچھ کیچڑ نیچے پھینک دیا۔ ایک گزرتے ہوئے آدمی کے اوپر جا پڑا۔ اس نے بڑے غصے سے للکار کر کہا بدبخت دیکھتا نہیں کون نیچے جا رہا ہے۔ تیری یہ مجال کہ مجھ پر کیچڑ پھینکا ہے۔ تم ذرا باہر آنا میں تیرا کچھ حال کروں۔ اوپر سے جو آدمی آیا وہ بڑا قوی ہیکل، مضبوط پہلوان، اس کی آنکھوں سے شرارے نکل رہے تھے۔ اس کو دیکھتے ہی کہا فرمایئے آپ نے پھینکا تھا نا۔ یہ عاجز بندہ حاضر ہے کچھ اور بھی پھینکیں، اور بھی لطف اٹھائیں۔ اب یہ جو رویہ ہے یہ قوی ہیکل کو دیکھنے کے بعد پیدا ہوا ہے۔

تو اگر کوئی انسان کسی طاقتور وجود کی موجودگی کا احساس کرے تو اس کے گناہ کی شوخی اسی طرح مٹ جائے گی جیسے اس کیچڑ میں بھرے ہوئے انسان کی مٹ گئی تھی۔ لیکن اللہ تعالیٰ تو کیچڑ نہیں پھینکتا۔ اللہ تعالیٰ تو فضل پھینکتا ہے۔ محمدؐ رسول اللہ کے نصائح تو پھولوں کی طرح اترتے ہیں اس کے باوجود آپ کا یہ حال ہو کہ ان پر سیخ پا ہوں اور اپنے وجود کو بدلنے کے لئے کوئی کوشش نہ کریں۔ یہ حد سے زیادہ زیادتی اور ظلم ہوگا۔ یہ پھول ہیں جن کو آپ نے چننا ہے۔ وہ کانٹے ہیں جن سے بچانے کے لئے نصائح کی جاتی ہیں۔ اس لئے اپنی بھلائی کا رستہ اختیار کریں خود آپ کا بھلا ہوگا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں "یہی سچا طریق گناہ سے بچنے کا ہے کہ انسان خدا تعالیٰ پر کامل یقین پیدا کرے اور اس کے سزا و جزاء دینے کی قوت پر معرفت حاصل کرے۔ یہ نمونہ گناہ سے بچنے کے طریق کے متعلق خدا نے ہماری فطرت میں رکھا ہوا ہے اس لئے میں نے مناسب سمجھا کہ اس اصول کو آپ کے سامنے پیش کر دوں۔ کیا عجب آپ کو فائدہ پہنچے"۔ یعنی آسٹریلوی سیاح سے فرما رہے ہیں، "کیا عجب آپ کو فائدہ پہنچے اور چونکہ سفر کرتے رہتے ہیں اور مختلف آدمیوں سے ملنے کا اتفاق ہوتا ہے۔ آپ ان سے بھی اسے ذکر کر سکتے ہیں"۔ فرمایا جس طرح پہلے نصیحت کی تھی کہ جو بھی اس نصیحت کو سنے آگے پہنچائے۔ تو مسافر کے اسباب کے پھیلنے کی طرح اس کے سامنے ایک بات رکھی اور اس سے ایک مضمون نصیحت کا نکالا اور پھر فرمایا کہ آپ چونکہ مسافر ہیں اور اکثر پھرتے رہتے ہیں اس لئے میں نے سوچا کہ آپ کے سامنے بات پیش کروں تاکہ آپ آئندہ دنیا میں جہاں بھی سفر کریں اس نصیحت کو آگے چلاتے رہیں۔ "یہ میری طرف سے آپ کو ایک تحفہ ہے اور میں ایسے تحفے دے سکتا ہوں"۔

جانے والے کو اچھی نصیحت سے بہتر کوئی تحفہ نہیں دیا جا سکتا جو اس کا زادِ راہ بن جائے۔ فرمایا "یہ میری طرف سے آپ کو ایک تحفہ ہے اور میں ایسے تحفے دے سکتا ہوں۔ ہر شخص جو دنیا میں آتا ہے اس کا فرض ہونا چاہئے کہ دھوکے اور خطرے سے بچے۔ پس گناہوں کے نیچے ایک خطرناک اور تمام خطروں اور دھوکوں سے بڑھ کر ایک دھوکہ ہے"۔ یہ وہ مخفی دل کی حالت ہے جو چھپی ہوئی ہے اور اکثر گنہگار کی اپنی نظر سے چھپی ہوئی ہوتی ہے۔ کوئی گناہ ظاہر ہو ہی نہیں سکتا جب کہ دل کے اندر چھپا ہوا گناہ موجود نہ ہو۔ لیکن وہ دھوکہ ہے، دھوکہ ان معنوں میں کہ دکھائی نہیں دے گا انسان معین طور پر اس کی شناخت نہیں کر سکتا۔ "میں آگاہ کرتا ہوں کہ اس سے بچنا چاہئے اور یہ بھی بتاتا ہوں کہ کیونکر بچنا چاہئے"۔

(حضور نے پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا): اب چونکہ وقت ہو گیا ہے اس لئے 'کیونکر بچنا چاہئے' پر ایک چھوٹا سا نشان ڈال لیں۔ ٹھیک ہے؟۔ ابھی نشان ڈال لیں تاکہ آئندہ پھر دھوکہ نہ ہو اور جو اقتباسات پڑھے جا چکے ہیں ان کی تھیلی ہی الگ کر لیں۔ ٹھیک ہے؟ جزاکم اللہ۔

بشکریہ الفضل انٹرنیشنل لندن

شریف جیولرز
پروپرائیٹر حنیف احمد کامران۔ حاجی شریف احمد
اقصیٰ روڈ۔ ربوہ۔ پاکستان۔
دوکان: 0092-4524-212515
رہائش: 0092-4524-212300
روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ

سلامت ہوں امامِ وقت یا رب!
نگہبانی رہے ربّ السماء کی

زمانے کو طلب تھی رہنما کی
مسیحا کی غلامِ مجتبیٰ کی
دلِ پُر درد کی صدق و صفا کی
جری اللہ، بروزِ انبیاء کی

محبت کیش کی، مہر و وفا کی
سراپا عشق کی، نور و ہدیٰ کی
فدائے حضرت خیرالوریٰ کی
حسین ظلِّ محمدؐ مصطفیٰ کی

عجب تھا حالِ دل اہل صفا کا
عجب تھی کیفیت اہل وفا کی
ہر اک مذہب کے پیرو منتظر تھے
ہر اک ملّت کو رغبت تھی لِقا کی

مرض روحانیت کے بڑھ رہے تھے
ضرورت تھی حسیں دستِ شفا کی
خوشا! وہ آگئے مہدی بصد شان
جنہیں تائید حاصل ہے خدا کی

مگر عادت ہے لوگوں کو پُرانی
تنافر کی، تکبّر کی، اِباء کی
وہی لاتے ہیں ایماں ہر نبی پر
طلب ہو جن کو مولیٰ کی رضا کی

لو! منہاجِ نبوّت پر خلافت
ہوئی قائم شہِ ہر دوسرا کی
اسی سے عزّت و تعظیم و تکریم
ہوئی سب انبیاء کی اولیا کی

صداقت کامراں ہوگی یقیناً
یہ سُنّت ہے سدا ربّ الوریٰ کی
اسیرانِ رہِ مولیٰ پہ رحمت!
اُنہیں مولیٰ نے آزادی عطا کی

سلامت ہوں امامِ وقت یا رب!
نگہبانی رہے ربّ السماء کی

(عبدالرحیم راٹھور)

اعلان دُعا

مکرم اے پی عبدالرحیم صاحب آف کنانور اپنے والد مولوی عبد اللہ صاحب مرحوم کی مغفرت اور اپنے دینی و دنیاوی ترقیات کیلئے نیز اپنی بینائی کمزور ہوتی جا رہی ہے مکمل صحت یابی کیلئے احباب جماعت سے خصوصی دُعا کی درخواست کرتے ہیں۔

مکرم عبدالحلیم صاحب پنگاڑی اپنے خاندان کی صحت و سلامتی دینی و دنیاوی ترقیات نیز بچی کی شادی کی ہے اُس کے بابرکت ہونے کیلئے درخواستِ دعا کرتے ہیں۔

(رفیق احمد مالاباری۔ مینیجر ویکلی بدر قادیان)

درخواست دُعا

محترم مولانا بشیر احمد صاحب دہلوی ان دنوں لندن میں بعارضہ فالج بیمار ہیں موصوف بہت کمزور ہیں اسی طرح بے ہوشی بھی ہے۔ سلسلہ احمدیہ کے پرانے خادموں میں سے ہیں صحت و تندرستی درازی عمر کیلئے درخواست دُعا ہے۔

(ادارہ)

☆ مکرم محمد یوسف صاحب آف جرمنی کی اہلیہ اور مکرم خواجہ عبد القدوس صاحب آف جرمنی عرصہ سے بیمار ہیں ہر دو کی شفائے کاملہ عاجلہ اور صحت و تندرستی کیلئے درخواست دعا ہے۔ اعانت بدر ۱۰۰ روپے۔ (خواجہ محمد عبداللہ درویش قادیان)

حقیقت افروز
تاریخی تجزیہ

خلافت کی اہمیت و برکات

خورشید احمد پر بھاکر
درویش ہندی قادیان

سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کے وصال کے بعد دور اُولیٰ کے مسلمانوں میں خلافت علیٰ منہاج نبوۃ کا قیام عمل میں آیا۔ ان خدا رسیدہ مسلمانوں نے روحِ اسلام کو سمجھا کہ مسلمانوں کے اتحاد اتفاق، قومی یکجہتی اجتماعیت وطمانیت، ملی شیرازہ بندی اور وسیع قومی مفاد کے تحفظ کی بنیان مرصوص حبل اللہ صرف خلافت ہی ہے۔

چنانچہ انہوں نے سیدنا امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دست مبارک پر بیعت خلافت کر کے حبل اللہ کو مضبوطی سے تھام لیا۔ حضرت صدیق اکبرؓ سورۃ النور آیت استخلاف نمبر ۵۶ کے پہلے مظہر تھے۔ پوری اُمت محمدیہ ایک فرقہ تھی۔ جن کا ایک ہی امام۔ ایک ہی قرآن ایک ہی نظام بیت المال ایک ہی نظام قضا تھا۔ جو اپنے نبیؐ مطبوع ﷺ کے جاری کردہ چاروں بنیادی کاموں کی تکمیل واشاعت کیلئے تن من دھن سے مصروف ہوگئی۔

ضرورت خلافت

قرآن پاک میں نبیؐ کے چار کام بنیادی طور پر بیان ہوئے ہیں جن کی تخم ریزی نبی کے ذریعہ کی جاتی ہے اور ان کی تکمیل نبی کے بعد اس کے خلفاء اور متبعین کے ذریعہ ہوتی ہے۔

۱۔ یتلوا علیھم اٰیٰتک ــ تبلیغ حق ادا کرنا کروانا۔ اسلام سے باہر غیروں کو اسلام کی دعوت دینا۔ مومنوں کے عقائد اور ایمان درست کرنا۔

۲۔ یعلمھم الکتاب : فرائض شریعت The holy law of Quran سے مسلمانوں کو آگاہ کرنا اور تعلیم وہدایت پر عمل کروانا۔

۳۔ والحکمۃ : فرائض اور احکامات کا فلسفہ بتانا۔ تاکہ عمل میں پختگی اور ذوق پیدا ہو۔

۴۔ ویزکیھم : مومنوں کے نفوس کا تزکیہ کرنا۔ ان میں اپنی پاک صحبت سے ایسی روح پھونکنا کہ انہیں گناہوں سے نفرت ہونے لگے۔ اُمت میں اطاعت کی روح پھونکنے کیلئے خلفائے عظام ان کیلئے خدا تعالیٰ سے دعائیں کرتے رہتے ہیں۔

(سورۃ البقرہ آیت نمبر ۱۳۰)

آنحضرت ﷺ نے صحابہ کرامؓ کے اندر جو روحانی برق تپاں پیدا کی۔ خلافت راشدہ نے اُسے جلا بخشی اور حضرت سراج منیر ﷺ کے جاری فرمودہ چاروں کاموں کو خلافت کی برق رواں نے بسرعت آگے بڑھایا۔ اس خلافت کی برکت کا یہ نتیجہ نکلا کہ نہایت قلیل عرصہ میں مسلمان "ایک طرف ساری مغربی دنیا کے استاد بن گئے۔ اور علم و فتح کا پھریرا ایک طرف بنگال اور دوسری طرف سپین میں لہرانے لگا"۔

(ڈاکٹر گوکل چند۔ پی ایچ ڈی۔ بیرسٹر ایٹ لا۔ آریہ مسافر جالندھر صفحہ ۱۱۔ دسمبر ۱۹۱۲ء) بحوالہ برگزیدہ رسول غیروں میں مقبول حصہ اول صفحہ ۲۴۔

۲۔ خلافت حقہ اسلامیہ کی برکت سے اشاعت اسلام کا کام نہایت سرعت سے پھیلتا چلا گیا پورا عرب، ایران، افغانستان۔ ترکی، مالدیویا ولشیا۔ پرشیا، یونان ۔ کریٹ ۔ بلقان۔ قلب یورپ، دریائے ڈینیوب کے کناروں تک پرچم اسلامی لہرانے لگا۔ شام، مصر اسلامی جھنڈے تلے آگئے۔ ہندوستان۔ جاپان ۔ انڈونیشیا۔ ملیشیا۔ جاوا سماترا۔ بورنیو، مالی، روس کے بیشتر علاقے۔ چین کے اکثر خطے اسلامی توحید کے نور سے جگمگا اٹھے ۔ غرضیکہ ساری دنیا میں خلافت کے پروانوں نے کفر و شرک کی جگہ توحید اور عالمگیر بھائی چارے (Universal brotherhood) کو مضبوطی سے قائم کردیا۔ اس طرح معمورہ دنیا کے تین چوتھائی حصہ پر مسلمان ابرِ رحمت بن کر چھاگئے۔ ان کے سایۂ عاطفت میں دکھوں سے مضطرب دنیا نے راحت وسکون پایا۔

۳۔ اسلام کی عالمگیر وسعت کا راز بتاتے ہوئے مہاتما گاندھی جی اپنے اخبار "ینگ انڈیا" میں لکھتے ہیں کہ :۔

(الف) میں جوں جوں اس حیرت انگیز مذہب کا مطالعہ کرتا ہوں، حقیقت مجھ پر آشکار ہوتی جاتی ہے کہ اسلام کی اس شوکت کا راز تلوار پر مبنی نہیں۔ بلکہ اس کے خلفائے اولین کی قوت برداشت، ان کی قربانی اور بزرگی پر منحصر ہے"۔

(پیسہ اخبار ۲۴ فروری ۱۹۲۱) بحوالہ برگزیدہ رسول غیروں میں مقبول حصہ اوّل صفحہ ۱۲)

(ب) "سیرت النبیؐ کے مطالعہ سے میرے اس عقیدہ میں مزید پختگی اور استحکام آگیا کہ اسلام نے تلوار کے بل بوتے پر کائنات انسانیت میں رسوخ حاصل نہیں کیا۔ بلکہ پیغمبر (ﷺ) اسلام کی انتہائی سادگی، انتہائی بے نفسی، عہود و مواثیق کا انتہائی احترام اپنے رفقاو متبعین کے ساتھ گہری وابستگی۔ جرأت بے خوفی، اللہ پر کامل بھروسہ، اور اپنے نصب العین و مقصد کی حقانیت پر کامل اعتماد، اسلام کی کامیابی کے حقیقی اسباب تھے۔ یہ خصائص ہر مشکل اور ہر رکاوٹ کو اپنی ہمہ گیر رو میں بہالے گئے"۔

(مسلم راجپوت یکم اکتوبر ۱۹۲۴ء)

۴۔ دورِ اکتشاف :۔ زمانہ حال کا دور اکتشافات خلافت کی برکت سے دراصل مسلمانوں کی علمی جستجو، تحقیق اور کاوش شاقہ کا مرہون منت ہے۔ مسلمانوں کے سنہرے کارناموں کا ذکر کرتے ہوئے غیر مسلم مصنف مسٹر لڈوف کربل نے کہا ہے کہ " مسلمانوں نے علوم وفنون علم ہیئت و سائنس، علم طب و حکمت سیاست۔ فلاحت صنعت حرفت۔ علم موسیقی فن تعمیر فن حرب کو عروج بخشا۔ چرند درند، ماہی و مور کی ترقی اور افزائش کیلئے اپنی صلاحیتیں صرف کردیں۔ غرضیکہ زندگی کے ہر شعبے میں ہر چیز نے عروج حاصل کیا۔

(رسالہ مولوی۔ جمادی الاول ۱۳۵۴ ہجری۔ دہلی)

۵۔ اس دنیا میں اسلام سے باہر انسانوں کا ایک کثیر التعداد طبقہ ہزاروں سالوں سے آج تک اچھوت، شودر اور نیچ سمجھا جارہا ہے۔ وہ ذلت ونکبت ۔ ادبار اور عذاب آتش پا میں مبتلا ہے۔ خلافت حقہ اسلامیہ کے پروانوں، مساوات کے علمبرداروں نے اس طبقہ کو پستی ورذالت کے بند گڑھوں سے باہر نکالا ان کی اصلاح کی ۔ انہیں گلے لگایا۔ انہیں تمام حقوق مساویانہ طور پر عطا کئے۔ وہ لوگ اسلام میں آکر شودر۔ اچھوت۔ قابل نفرت نیچ نہ رہے بلکہ انہیں اسلامی معاشرہ میں مساوات، مذہبی سیاسی معاشی، معاشرتی، اقتصادی اور ضمیر کی آزادی ملی۔ انہوں نے روحانی علوم والٰہیات میں حسب استعداد ذاتی وافر حصہ پایا۔ وہ اچھوت و شودر نہ رہ کر مہادیو اور سیدنا بلالؓ بنے۔ (اتھروید ۲۰۔ ۱۲۷ : ۱۰) وہ مسلمانوں کے امیر اور بادشاہ بنائے گئے ۔ سیدوں مغلوں پٹھانوں اور معزز سرداروں نے ہندوستان کے "شاہان غلاماں" کی تابعداری اور دل سے فرمانبرداری اسی رنگ میں کی ۔ جیسے دور اول کے مسلمان شہنشاہوں کی کیا کرتے تھے۔

خلافت کی برکت سے جو عالمگیر انقلاب برپا ہوا۔ اس کے اثرات کو قوموں نے بھی محسوس کیا۔ اور انہیں اسلام کا گرویدہ بنادیا۔ چنانچہ مہاشہ سنت رام صاحب بی اے ایڈیٹر اخبار پرتاپ لاہور نے بلا تامل اس صداقت کا اقرار کیا ہے کہ۔

"اسلام ان کروڑوں اچھوتوں اور شودروں کیلئے رحمت ربانی تھا وہ ان کو انسانی مساوات کا حق دیتا تھا پس یہ لوگ جوق در جوق مسلمان ہوگئے"

(اخبار پرتاپ لاہور ۱۱ر نومبر ۱۹۲۸ء)

اسلام میں خلافت کی ہدایات کی پیروی کر کے کروڑہا انسان باخدا، صالح شہید، صدیق اور ملہم پیدا ہوئے۔ جن سے خدا ہمکلام ہوتا تھا۔ انہوں نے اپنے نبی و مطاع۔ ﷺ کے نور کو خلفاء عظام کے توسط سے اکتساب کیا اور اس نور سے دنیا کے بھولے بھٹکے لوگوں کو راہ حق دکھایا۔

خلافت حقہ اسلامیہ کا بابرکت سنہری دور تمام ہوا۔ بادشاہت کا دور بھی آیا اور چلا گیا۔ پھر ملوکیت جبریہ کا دور آیا۔ جس نے مسلمانوں کو ذلت ونکبت میں مبتلا کیا اور روحانی لحاظ سے تحت الثریٰ میں دھکیل دیا۔ انہوں نے قرآن مجید کی تعلیمات کو ترک کردیا۔ مسلمان اور ان کے راہبر، مسلم ممالک کے سربراہ وحاکم بدترین برائیوں اور گناہوں میں مبتلا ہوگئے ۔ بحیثیت مجموعی ان کی ساری شان و شوکت۔ جاہ و حشمت اور عزت غترب بود ہو گئی۔

ان کے آباء مجسمۂ نورِ انسانیت اور خادمِ خلقِ خدا تھے مگر ان کی اولادیں کلنک انسانیت بن کے رہ گئیں۔ سربراہان و شاہان مملکت اسلامیہ جو "امیر المومنین ظل سبحانی کے لقب سے ملقب ہو کر تخت حکومت پر بیٹھے تھے ۔ ان کے ہاتھوں سے مسلم ممالک اور مسلم اکثریت والے علاقے یکے بعد دیگرے نکل گئے۔ بہت سے علاقے غیروں کے زیر اثر ان کی کالونیاں بن گئے (تاریخ ہندو یورپ مصنفہ ۔ ایشور پرساد۔ الہ آبادی) ساری اُمت محمدیہ اور اس کے بادشاہ خلافت کے مضبوط و محکم آزمودہ نظام کی روح سے عاری ہوگئے اور آپس میں تشقق وافتراق اور لعنت تکفیر کا شکار ہوگئے۔

(الترمذی ابواب الایمان۔ باب افتراق ھذہ الامۃ الجامع الصغیر صفحہ ۱۳ مصری)

پھر ایسا ہوا کہ ۱۸۲۱ء میں مالدیویا ولیشیا اور یونان نے بقول روس ترکی کے مرد مرتاض کے خلاف بغاوت کردی۔ ۶ اپریل ۱۸۲۱ء کو ہلالی پرچم کی جگہ صلیبی جھنڈا بلند کیا گیا۔ جولائی ۱۸۲۲ء بمقام صنوبر مسلمانوں کا قتل عام ہوا۔

(مرقع جنگ ترکی و یونان حصہ اول۔ از منشی عبد القادر تائب۔ مالک آرمی پریس شملہ ۱۹۰۴ء ۱۳۲۱ ہجری)

مسلمانوں میں نظام خلافت عنقا ہوگیا مسلم بادشاہوں سے جبروت، سطوت رعب و جلال ہما بن کر اڑ گیا۔ مسلم معاشرہ غیروں کی نظر میں ایک بے روح جسد عنصری سارہ گیا۔ اسلام سے برگشتہ ایک مسیحی مصنف پادری عماد الدین اپنی تصنیف میں رقمطراز ہے کہ " محمدی مذہب کیلئے اگرچہ ایک صورت تو ہے مگر اس میں جان ہرگز نہیں یہ ایک پتلا ہے جو آدمی نے بڑی کاریگری سے بنایا مگر اس میں جان نہ ڈال سکا۔

(تعلیم محمدی صفحہ ۲۵ مطبوعہ ۱۸۸۰ء)

" رہا دین باقی نہ اسلام باقی "
(حالی)

تمنائے خلافت

بیسویں صدی کے دور انحطاط کے مایوس مگر بہی خواہان اسلام نے خلافت راشدہ کے تابناک دور ماضی کی آمد ثانی کیلئے مرثیے پڑھے۔ خود ابلتے ہوئے آنسو بہاتے ہوئے روئے اور پھوٹ وافتراق کا شکار باہم متضاد عقائد و عزائم رکھنے والوں کو رلاتے رہے ۔ ان کیلئے ان کے اسلاف کا تابناک ماضی انہیں زیر پائے آتش بنائے بیقرار کرتا رہا۔ مسلمانوں کا فلاکت نحوست اور ذلت بھرا دورِ حاضرہ ان کی کمر توڑ چکا تھا وہ زیر زمین مدفون ہیں۔ جو تھے کبھی غم خوار دل"

۱۔ علامہ اقبال۔

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر اُستوار
لا کہیں سے ڈھونڈھ کر اسلاف کا قلب و جگر

(بانگ درا صفحہ ۲۶۶)

۲۔ اہل حدیث : اگر زندگی کے ان آخری لمحات میں ایک دفعہ پھر خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کا نظارہ نصیب ہو گیا تو ہو سکتا ہے کہ ملت اسلامیہ کی بگڑی سنور جائے" (اخبار تنظیم اہل حدیث ۱۴ ستمبر ۱۹۶۹ء)

۳۔ چراغ راہنمائے جہان :۔ "حضرت رسول اللہ ﷺ نے مرضیٔ الٰہی کے مطابق اپنا نائب و خلیفہ بنایا۔۔۔ اگر خلیفہ نہ ہو تو دنیا کی اصلاح کون کرے گا۔ اس لئے خلیفہ کا ہونا اہم ہوا۔۔۔ اصول مذہب (خلافت) کو مسلمانوں نے چھوڑ دیا۔۔۔ تو مناسب ہے عوام الناس کو کہ اللہ کے خلیفہ کو تلاش کر کے اطاعت کریں"۔۔۔

(چراغ راہنمائے جہان صفحہ ۴ تا ۶) مصنفہ ذوالفقار علی شاہ، صفوی۔ بریلوی۔ مطبع احتشامیہ بار دوئم۔ پریس مراد آباد ۱۳۹۲ ہجری)

مسلمانانِ ہند نے خلافت عثمانیہ ترکیہ کے

استحکام میں احیاء اسلام کی جھلک دیکھی۔ حالانکہ وہ بقول شخصے دم توڑ رہی تھی مگر مسلمانان ہند نے جذبات کی رو میں بہہ کر قیام خلافت راشدہ کے تصور میں اپنا سب کچھ قربان کر دیا لیکن جب اس تحریک (خلافت) کا جو محض جذبات پر مبنی تھی نہایت شرمناک انجام ہوا تو سر پیٹ کر رہ گئے۔

(سرگذشت صفحہ ۱۱۰ تا ۱۱۶
مصنفہ مولانا عبدالمجید سالک۔ لاہور)

مسلمانانِ عالم عجیب کشمکش میں مبتلا ہیں۔ عہد ماضی کا درخشندہ زمانہ۔ دور حاضر کے مسلمانوں کی اسلام سے دوری انتہائی بیدینی اور خلافت راشدہ کے سنہرے خواب انہیں دیکھتے ہوئے انگاروں پر لٹائے ہوئے ہیں۔

تب جبین تھی چومتی' اوجِ کمالِ زندگی
اب جبین ہے چومتی 'گرد و غبار زندگی
منتظر' حسرت بداماں ' لے ابلتی آرزو
ہے تمنا دیکھ لیں پھر سے بہار زندگی
(خورشید)

عرب کی اسلامی ریاستوں کے سبھی سربراہ "خلیفہ" کے لقب سے ملقب ہیں۔ تاہم کلید برداران کعبہ پاسبانانِ حرم پر عالم اسلام کی نگاہیں خلافت راشدہ کے دوبارہ قیام کی تمنا لئے ہوئے مرکوز رہتی ہیں۔ مرحوم شاہ فیصل کو خلیفۃ المسلمین بننے کی مہلت نہ مل سکی۔ اب ممکن ہے لے دے کر موجودہ شاہ فہد بن عبدالعزیز کی جانب نظر یاس تک سکے۔

عزت مآب شاہ سعودیہ کا ایک یادگاری واقعہ دنیا بھر کے لٹریچر میں ریکارڈ ہو چکا ہے چنانچہ امریکن رسالہ "دی ٹائیم" بعنوان عرب شیوخ کی جوئے بازی رقمطراز ہے۔

The Saudi Shaks arrived at the elegant hotal deparis at last month with one thing in mind "we have come to gamble" they told the casino management ... the shaiks kept on gambling and not only blew it all but racked up losses of more than 6 million."

(The Time 21.10.1971 P13-14)

ترجمہ:۔ سعودی عرب کے تین شہزادے جن میں امور داخلہ کے سعودی وزیر فہد بن عبدالعزیز (برادر شاہ فیصل) بھی شامل تھے۔ یہ شیوخ گذشتہ ماہ کے آخر میں "مانٹی کارلو" (مناکو کا مشہور بین الاقوامی قمار خانہ) کے عالیشان ہوٹل "ڈی پیرس" میں اپنے دماغ میں ایک ہی عزم لیکر آئے تھے۔ انہوں نے کیسینو (قمار خانہ) کی انتظامیہ کو بتایا کہ ہم جوا کھیلنے آئے ہیں۔۔۔ یہ شیوخ سکاچ نامی شراب پیتے رہے اور ساری رات اور اگلے دن کے نو بجے تک جوا کھیلتے رہے۔ حتی کہ انہوں نے جیتی ہوئی ساری رقم ہار دی' بلکہ لگا تار داؤ پر لگا کر اپنی ساٹھ لاکھ ڈالر سے بھی زائد رقم سے ہاتھ دھولئے"۔

(رسالہ دی ٹائم صفحہ ۱۳-۱۴ مورخہ ۲۱-۱۰-۱۹۷۱)

خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں جوئے اور شراب کا نام لیکر دونوں کو حرام قرار دیا ہے۔

(سورہ البقرہ آیت ۲۲۰)

ہائے ہمدردانِ اسلام! دوستو!! ایسی حالت کے پیش نظر دین اسلام کو بچانے کیلئے ہماری تدابیر اور کوششیں کیا ہونی چاہئیں! جبکہ ہمارے پیر و مرشد شراب خانہ خراب میخانہ کی طرف منہ اٹھائے فخر کے ساتھ جا رہے ہیں۔" اقبال

مولانا ابوالاعلیٰ مودودی تحریر فرماتے ہیں۔

"آپ اس مسلم سوسائٹی کا جائزہ لیں آپ کو اس میں بھانت بھانت کا مسلمان نظر آئے گا۔۔۔ یہ ایک چڑیا گھر ہے۔ جس میں چیل۔ کوے۔ گدھ۔ بٹیر' تیتر' ہزاروں قسم کے جانور (مسلمان) جمع ہیں۔ جن میں سے ہر ایک چڑیا ہے۔۔۔ بازاروں میں جائیے مسلمان رنڈیاں کوٹھوں چکلوں پر۔۔۔ مسلمان زانی گشت لگاتے ملیں گے جیل خانوں میں۔۔۔ مسلمان چوروں۔۔۔ مسلمان ڈاکوؤں' مسلمان بد معاشوں سے آپ کا تعارف ہوگا۔۔۔ دفتروں اور عدالتوں میں رشوت خوری' جھوٹی شہادت' جعل فریب' ظلم و ستم اور ہر ایک اخلاقی جرم کے ساتھ "مسلمان" لفظ کا جوڑ لگا ہوا پائیں گے۔۔۔ سوسائٹی میں مسلمان شرابیوں مسلمان قماربازوں۔ مسلمان سازندوں۔ مسلمان بھانڈوں۔ سے آپ دوچار ہوں گے۔" (مسلمان اور موجودہ سیاسی کشمکش۔

(زیر عنوان۔ تحریک اسلامی کا تنزل)
حصہ سوئم صفحہ ۳۱-۳۵-۳۹)

مسلمانوں کی زبون حالی' الحاد و دہریت کے دور میں اسلام کے لئے ضروری ہو گیا تھا کہ اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ سورۃ النور۔ آیت استخلاف کو پورا فرماتا اور اپنے پیارے حبیب کی اُمت میں سے ہی آپ کی پیشگوئیوں کے مطابق خلیفۃ اللہ برپا کرتا۔

مصنف تعلیماتِ اقبال نے کھول کر لکھا ہے کہ "مردوں کو زندہ کرنے کیلئے ایک مسیحا کی ضرورت اشد تھی یعنی بیسویں صدی کے مسلمانوں کو ایک ایسے پیامبر کی ضرورت تھی جو زندگی کے مسائل کھول کر ان کے سامنے بیان کر سکے۔ اور انہیں حقائق حق اور معارف قرآنیہ سے روشناس کرا سکے۔ اور ان کی رگوں میں زندگی کا خون دوبارہ دوڑا سکے۔ اور ان کے مرض کا شافی علاج کر سکے جو نہ صرف ہند کے مسلمانوں کو بلکہ تمام دنیا کے مسلمانوں کو قرآن مجید کا پیغام سنا سکے اور ساری دنیا کے سامنے اسلام کی برتری ثابت کر سکے۔

(تعلیماتِ اقبال صفحہ ۴۹)

پروفیسر محمد یوسف خان صاحب اپنی تصنیف تعلیمات اقبال میں شاعر مشرق علامہ اقبال کو ذہن میں رکھ کر لکھتے ہیں۔

"خدا کا شکر ہے کہ اس نے عین وقت پر جبکہ تمام دنیا مادیت' الحاد تشکیک و انکار کی لعنت میں گرفتار تھی ایک مسیحا کو بھیج دیا جس نے موجودہ زمانہ میں وہی فرض ادا کیا جو اسلام سے پہلے انبیاء بنی اسرائیل ادا کیا کرتے تھے" یعنی خواہاں اُمت محمدیہ اور مفکران اسلام نے بعد غور و فکر اُمت کے بہتر فرقوں میں سے ایک ایسے فرقہ کی نشان دہی کی ہے جو فرقۃ الناجیۃ ہم اہل السنۃ البیضاء المحمدیۃ والطریقۃ النقیۃ الاحمدیۃ (مرقاۃ شرح مشکوۃ جلد اول صفحہ ۲۴۸) پر قائم ہے اور ترقی اسلام کی راہ پر رواں دواں ہے۔ جو غیروں کے حملوں سے اسلام کا دفاع کرنے میں سینہ سپر ہے اور دلائل و براہین نیرہ کی تیز دھار سیوف ذوالفقار سے آراستہ و پیراستہ ہے۔ اسی سے غلبہ اسلام کے تار جڑے ہوئے ہیں۔

خاتم الشعراء شاعر مشرق آج بھی مسلمانوں میں مشاہیر اسلام میں سے چوٹی کے وجود مانے جاتے ہیں۔ انہوں نے مسلمانوں کو راہ راست کی پیروی کرنے کا مشورہ دیکر فرض منصبی ادا کر دیا ہے چنانچہ انہوں نے فرمایا۔

"میری رائے میں قومی سیرت کا وہ اسلوب جس کا سایہ اللہ تعالیٰ کی ذات نے ڈالا ہے اسلامی سیرت کا وہ نمونہ ہے اور ہماری تعلیم کا مقصد ہونا چاہئے کہ اس نمونہ کو ترقی دی جائے اور مسلمان اسے ہر وقت پیش نظر رکھیں۔ ایسی سیرت کا ٹھیٹھ نمونہ اس جماعت کی صورت میں ظاہر ہوا ہے جسے فرقہ قادیانی کہتے ہیں۔ (ملت بیضا پر عمرانی نظر)

"خدا نے مجھے بھیجا ہے کہ میں اس بات کو ثابت کروں کہ زندہ کتاب قرآن اور زندہ دین اسلام ہے اور زندہ رسول محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔۔۔ مبارک وہ جو اپنے تئیں تاریکیوں سے نکالے۔

(الامام المہدی والمسیح الموعود علیہ السلام۔
کتاب البریہ ۲۹۳-۲۹۴)

سیدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام نے ایسے دور اور حالات میں اسلام کو دنیا پر غالب کرنے کا بیڑا اٹھایا۔ جب غیر دین اسلام کو بے جان پتلا سمجھ بیٹھے تھے اور اسلام ترک کر کے پادری کے عہدہ پر فائز تھے۔ دہریت الحاد بیدینی' مذاہب پر چھا چکی تھی مسلمان کلنک انسانیت تھے۔ اس زمانہ میں آپ کا سب سے پہلا شاہکار براہین احمدیہ کے نام منصۂ شہود پر آیا۔ زندہ خدا زندہ رسول محمد مصطفیٰ ﷺ' زندہ کتاب قرآن زندہ مذہب اسلام کو ساری دنیا کے سامنے پیش کیا۔ ساتھ ہی وضاحت کردی کہ محمد رسول اللہ خاتم النبیین ہیں جن کی مہر سے تمام انبیاء علیہم السلام سچے ثابت ہوتے ہیں وہ تمام نفس نبوت میں برابر ہیں۔ قرآن مجید خاتم الکتب ساوی ہے گزشتہ کتب آسمانی کی تمام قیامت تک قائم رہنے والی صداقتیں اس میں جمع ہیں۔ فیھا کتب قیمہ۔ اسلام کامل مذہب ہے اور کامل ضابطہ حیات ہے اس میں انسان کی قیامت تک کی جملہ روحانی ضروریات کی تکمیل کے سامان ہیں۔ اس کامل دین اسلام کو قبول کرنے میں کسی نبی رسول او تار کو چھوڑنا نہیں پڑتا۔ نہ ہی گذشتہ سماوی کتب کی کسی بھی دائمی سچائی کو ترک کرنا پڑتا ہے۔

براہین احمدیہ کا جواب لکھنے والے کو دس ہزار کا انعام دینے کا وعدہ فرمایا۔

خلافت احمدیہ

حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کے وصال کے بعد جماعت احمدیہ میں خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کے نقش قدم پر خلافت حقہ اسلامیہ احمدیہ کا وجود عمل میں آیا۔

حضرت امام مہدی علیہ السلام کی وصیت مرقومہ رسالہ الوصیت کے مطابق آپ کے بعد قدرت ثانیہ کے مظہر اول سیدنا امیر المومنین حضرت نور الدین" خلیفہ منتخب ہوئے۔ آج کل قدرت ثانیہ کے چوتھے مظہر سیدنا امیر المومنین مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ہیں۔

احمدیت کی سو سالہ تاریخ گواہ ہے کہ ابتداء سے لیکر اب تک جماعت احمدیہ ان کاموں کی تکمیل و اشاعت میں رات دن ہمہ تن مصروف ہے۔ جو خداوند تعالیٰ نے اپنے نبیوں کے سپرد فرمائے۔ جن کی رسول پاک محمد مصطفیٰ ﷺ نے اشاعت فرمائی خلافت راشدہ نے ان چاروں کاموں کو جلا بخشی۔ متاخرین میں قائم خلافت حقہ اسلامیہ احمدیہ انہی اپنے اسلاف کے نقش قدم پر چل کر پوری دنیا کو نور اسلام سے منور کر رہی ہے۔

۱۔ خصوصیات خلافت احمدیہ:۔ سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے تمام دنیا کے جملہ مسلمانوں کیلئے ایک امام۔ ۲۔ ایک ہی نظام قضا۔ ۳۔ ایک ہی نظام بیت المال مقرر فرمایا ہے۔ یہی دستور اساسی دستور العمل کے رنگ میں دور خلافت راشدہ میں نہایت پختگی کے ساتھ جاری و ساری رہا۔

خلافت حقہ اسلامیہ احمدیہ اپنے نبی متبوع ﷺ اور اپنے خدا نما اسلاف کے رنگ میں رنگین ہے۔ سر مو فرق نہیں ہے۔ اس خلافت پر ایک سو سال سے زائد طویل عرصہ گزر چکا ہے مگر آج تک جماعت احمدیہ کا دنیا بھر کا۔ ۱۔ ایک امام۔ ۲۔ ایک ہی نظام قضا۔ ۳۔ ایک ہی نظام بیت المال۔ ۴۔ ایک ہی فرقہ ہے۔ آج دنیا کے ۱۶۰ ممالک میں ڈیڑھ کروڑ سے زائد احمدی مسلمان خلافت احمدیہ سے وابستہ ہیں۔

۲۔ قرونِ اولیٰ کے مسلمان خصوصاً خلافت راشدہ کے دور کے مؤمنین "جہاد اکبر" یعنی تبلیغی جہاد کے فریضہ کو اولیت دیتے رہے ہیں۔ ان کی بزرگی' حلم اور ایثار نفس معاہدات کی انتہائی پابندی اسلام کی اشاعت کے موجبات تھے جیسا کہ مہاتما گاندھی جی کا جائزہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔

۳۔ امن و شانتی کی ضامن:۔ خلافت احمدیہ امن و شانتی میں یقین رکھتی ہے۔ یہ امن دینے کی ضامن ہے۔ احمدیوں پر ان سو سالوں میں جو مظالم توڑے گئے اس سے تاریخ کے اوراق خونی آنسو برسا رہے ہیں۔ لیکن ایک واقعہ بھی ایسا نہیں ہوا کہ احمدیوں نے بحیثیت جماعت کبھی تلوار اٹھائی ہو۔ یہ خلافت احمدیہ کی اس دور میں بہت بڑی برکت ہے۔ آج ساری دنیا اور ساری قومیں تشدد میں یقین رکھتی ہیں۔ صرف یہی واحد جماعت ہے جو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فرمان پر عمل پیرا ہے۔

گالیاں سن کر دعا دو پا کے دکھ آرام دو
کبر کی عادت جو دیکھو تم دکھاؤ انکسار

پر یقین رکھتی ہے۔

نادانوں نے اسلام کی اشاعت کو تلوار کا مرہون منت سمجھا اور بغیر تحقیق کے اسلام کو متشددانہ مذہب قرار دے کر اس پر اعتراضات کے انبار لگا دیئے آج وہی حقیقی اسلام ہے جو احمدیت کے رنگ میں پروان چڑھ رہا ہے۔ مگر بے تیغ اور بے کارزار

یہ غلبہ اسلام محض فضل اور تائیدات الٰہیہ سے ہو رہا ہے پوری دنیائے احمدیت کے پاس ایک بھی اگنی میزائل ایک بھی بمبار جہاز اور ایک بھی توپ نہیں ہے۔ مگر لاکھوں پاکیزہ روحیں احمدیت کے حصن حصار میں امن و شانتی کی زندگی گزارنے کیلئے ہر سال آشامل ہوتی ہیں۔ خلافت اور احمدیت کی سچائی کا یہی ایک نشان طالبان حق کی تشفی کیلئے کافی ہے کہ اسلام کسی زمانہ میں کبھی بھی تلوار کا محتاج نہیں ہوا۔

☆......☆......☆

خلافتِ احمدیہ اور خدمتِ قرآن

محمد یوسف انور۔ مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان

قرآن مجید کی سورہ النور آیت ۵۶ نیز (مسند احمد بحوالہ مشکوۃ باب الانذار والتحذیر) سے ثابت ہوتا ہے کہ اُمت محمدیہ میں دائمی خلافت کا وعدہ ہے اسی طرح یہ بھی ثابت ہے کہ اسلام کی نشاۃ ثانیہ میں دیگر اَدیان پر اسلام کو عالمگیر غلبہ حاصل ہوگا جس کا واضح ذکر سورۃ الجمعۃ کی ابتدائی آیات میں موجود ہے۔ اس سلسلے میں مختلف فرقوں کی کتب کے حوالہ جات سے ثابت ہے کہ سورہ الصف میں غلبہ اسلام کا جو وعدہ ہے یہ امام مہدیؑ کے دور میں ہی ہوگا۔ (بحوالہ "غایۃ المقصود" جلد ۲ صفحہ ۱۲۳)

چنانچہ بانیٔ جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانیؑ کو اللہ تعالیٰ نے عین وقت پر پیشگوئیوں کے مطابق مہدی معہود و مسیح موعود بنا کر مبعوث فرمایا آپ نے فرمایا:

"مجھے خدا تعالیٰ کی پاک اور مطہر وحی سے اطلاع دی گئی ہے کہ میں اس کی طرف سے مسیح موعود اور مہدی موعود اور اندرونی اور بیرونی اختلافات کا حکم ہوں"

(اربعین نمبرا صفحہ ۲۰)

آنے والے مسیح موعودؑ کا ایک اہم کام تجدید دین اور قیام شریعت بیان کیا گیا ہے۔ چونکہ جس طرح یہ سنت اللہ ہے نبوت کے بعد خلافت کا سلسلہ جاری ہوا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد بھی خلافت کے قیام کا وعدہ تھا۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

"میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے سو تم خدا کی قدرت ثانی کے انتظار میں اکٹھے ہو کر دُعا کرتے رہو اور چاہئے کہ ہر ایک صالحین کی جماعت ہر ایک ملک میں اکٹھے ہو کر دعا میں لگے رہیں تا دوسری قدرت آسمان سے نازل ہو" (الوصیت)

چونکہ خلیفہ کے معنی پیچھے آنے والے کے ہیں یا جانشین کے ہیں نبی کے جانے کے بعد اس کا جانشین خلیفہ ہوتا ہے۔ اور جو کام خدا کا نبی شروع کرتا ہے خلافت کے دور میں اُنہی امور کو مزید مضبوط اور مستحکم کیا جاتا ہے اور پایہ تکمیل تک پہنچایا جاتا ہے نبی کے چار کاموں میں ایک اہم کام الکتاب ہے وہ انہیں کتاب سکھاتا ہے چنانچہ آنحضرت صلعم کے زمانہ میں جس رنگ میں حضورؐ کے عہد اور پھر خلافت راشدہ کے دور میں اس اہم کام کو پایہ تکمیل تک پہنچایا گیا اور جس رنگ میں قرآن مجید کی خدمت کی گئی وہ تاریخ اسلام میں سنہری حروف میں تاقیامت موجود رہے گی۔

بانیٔ جماعت احمدیہ کی نظر میں

قرآن مجید

فرمایا قرآن مجید غیر محدود معارف کا مجموعہ ہے۔ (ازالہ اوہام)

قرآن کریم تمام کتب الہامی سے اعلیٰ و افضل ہے۔ (مضمون جلسہ لاہور)

قرآن مجید میں کوئی آیت منسوخ نہیں۔ (ازالہ اوہام صفحہ ۶۰)

فرمایا تمہاری تمام فلاح اور نجات کا سر چشمہ قرآن میں ہے کوئی بھی تمہاری ایسی دینی ضرورت نہیں جو قرآن میں نہیں پائی جاتی۔ (کشتی نوح)

قرآن شریف ایک اعجازی حیثیت کا حامل ہے۔ (ملفوظات جلد سوم صفحہ ۵۷)

نجات اور دائمی خوش حالی کا مدار قرآن شریف ہی ہے۔ (اسلامی اصول کی فلاسفی صفحہ ۱۲۸)

حضرت مسیح موعودؑ اور قرآن مجید

یا الٰہی تیرا فرقاں ہے کہ اِک عالم ہے
جو ضروری تھا وہ سب اس میں مہیا نکلا

سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کو قرآن مجید سے جو عشق تھا وہ بیان سے باہر ہے آپؑ اس دور میں جبکہ سائنسدان چاند پر رسائی کے بعد اس کے رازہائے سربستہ کی کھوج میں سر گرم عمل ہیں اور اپنی اس کوشش میں وہ فخر محسوس کرتے ہیں کہ ظاہری طور پر وہ چاند تک پہنچ گئے لیکن حضور فرماتے ہیں:

جمال و حسن قرآں نورِ جانِ ہر مسلماں ہے
قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے

(مسیح موعودؑ)

حضورؑ کے دور میں خدمت قرآن مجید

آپؑ کی قریباً اسّی سے زائد کتب قرآنی تعلیمات پر مشتمل ہیں جن سے دنیا مستفید ہو رہی ہے آپؑ نے قرآن مجید کے معارف و نکات کو اس رنگ میں بیان فرمایا ہے کہ ہر ذی علم اُسے پڑھ کر ورطہ حیرت میں ڈوب جاتا ہے۔

آپؑ کی معرکۃ الآراء کتاب اسلامی اصول کی فلاسفی اس کا جیتا جاگتا ثبوت ہے جو کہ ۱۸۹۶ء میں لاہور کے جلسہ اعظم مذاہب میں پڑھ کر سنائی گئی آپؑ نے اس موقعہ پر یہ شرط رکھی تھی کہ ہر مذہب بے شک اپنے بانی اور مذہب کی خوبیاں بیان کرے لیکن دلیل اپنی الہامی کتاب سے ہی دینی ہوگی آپ نے اللہ تعالیٰ سے دُعا کرنے کے بعد یہ کتاب لکھی اور آپ کو الہام بھی ہوا تھا کہ آپ کا مضمون سب پر غالب رہے گا۔ چنانچہ اختتام پر بے ساختہ سب نے لکھا کہ مرزا صاحب کا مضمون ہی غالب رہا آپؑ نے جس انداز سے قرآن مجید کے ذریعہ اسلام کی دلکش تصویر پیش فرمائی وہ لاجواب ہے آپؑ کے وصال کے بعد جماعت احمدیہ میں خلافت کا نظام جاری ہوا۔ سب سے پہلے خدا تعالیٰ نے حضرت حکیم حافظ مولوی نورالدین صاحبؓ کو خلافت پر ممکن فرمایا۔

خلافت اولیٰ کے دور میں قرآن مجید کی خدمت

ایک موقع پر آپ نے فرمایا:-

"ہمارے نبی کریمؐ نے زرہ بنائی وہ اسلام ہے اور پھر میرے ہاتھ میں ہے وہ قرآن ہے کوئی کتاب اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی، کوئی شخص اس کتاب کے فہم والے کا مقابلہ نہیں کر سکتا مجھ سے خدا نے وعدہ کیا ہے کہ میں تمہیں دشمن کے مقابل پر اس کے معنی سمجھاؤں گا"۔ (حقائق الفرقان جلد سوم صفحہ ۱۳۲)

حضرت مسیح موعودؑ آپؓ کے فہم قرآن اور عشق قرآن کے بارہ میں سب سے زیادہ باخبر تھے۔ مشہور صحابی پیر سراج الحق صاحب نعمانی بیان کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ بار بار مجھے فرمایا کرتے تھے کہ مولوی نورالدین صاحب کی تفسیر قرآن آسمانی تفسیر ہے۔ صاحبزادہ صاحب ان سے قرآن پڑھا کرو اور اگر تم نے دو تین سپارے بھی حضرت مولوی صاحب سے سنے یا پڑھے تو تم کو قرآن شریف سمجھنے کا مادہ اور تفسیر کرنے کا ملکہ ہو جائے گا۔ یہ بات مجھ سے حضرت اقدسؑ نے شاید پچاس مرتبہ کہی ہوگی۔ (تذکرۃ المہدی جلد اول صفحہ ۲۴۴)

اپنی خلافت کے دوران ایک بار ۱۹۱۰ء میں فرمایا:-

"میری طبیعت تو ضعیف ہے مگر دل میں آیا کہ زندگی کا بھروسہ نہیں معلوم نہیں کہ کس وقت موت آجاوے۔ کچھ قرآن سنا دیا جاوے تو اچھا ہے"

فرمایا آج مجھے جوش ہوا کہ درس قرآن شریف سننے والوں کے واسطے خصوصیت سے دعا کروں۔ پس جو اس وقت حاضر ہیں ان کے واسطے میں نے بہت بہت دعائیں درس شروع کرنے سے پہلے کی ہیں"۔ (حقائق الفرقان جلد سوم صفحہ ۵)

"میں تم کو قرآن سناتا ہوں مدعا اس سے میرا یہ ہوتا ہے کہ تم اس پر عمل کرو اور عمل کر کے اس سے نفع اُٹھاؤ۔ قرآن کریم پر عمل کرنے سے انسان کے آٹھ پہر خوشی سے گذرتے ہیں۔ قرآن کریم پر عمل کر کے انسان کو خوشی و عزت اور کم سے کم بندوں کی اتباع اور محتاجی سے نجات ملتی ہے۔ (حقائق الفرقان جلد دوم صفحہ ۵۷)

تعلیم القرآن کے بارے میں

خلیفہ اوّل کی تڑپ

آپؓ کو اس بات کا شدید دُکھ تھا کہ خدا کے اس پاک کلام کی کیوں قدر نہیں کی جاتی جبکہ اس کے پڑھنے پڑھانے سے دنیا جہان کی نعمتیں ملتی ہیں آپؓ فرماتے ہیں کہ "کسی کے نام اس کے دوست کی چٹھی آجائے یا کسی حاکم کا پروانہ، تو وہ شخص خواہ خواندہ ہو یا ناخواندہ سب کام چھوڑ چھاڑ کر پہلے اسے پڑھا کر سنتا ہے اور پھر اس پر عمل کرتا ہے... مگر کس قدر تعجب کی بات ہے کہ حسن و احسان کے سر چشمے احکم الحاکمین ارحم الراحمین کی چٹھی ہو اور چٹھی رساں سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلعم جیسا جلیل القدر، خاتم کمالات نبوت خاتم کمالات انسانیت ہو اور پھر ایک مسلمان اس کی پرواہ نہ کرے قرآن مجید ان میں ہو مگر محض اس لئے کہ گھر کے طاقچے میں پڑا رہے اور نیچے وباء کے دنوں میں مال مویشی گزار دیں یا اس کی کوئی آیت گھول کر کسی بیماری میں پلا دیں عدالت میں جھوٹا حلف اُٹھانا ہو تو اسے ہاتھ میں لے لیں اور اسے یاد کریں تو محض اس لئے کہ رمضان شریف میں تراویح سنائیں گے تو چند روپے ٹل جائیں گے۔ یا حافظ کہلائیں گے تو کابل میں محصول سے بچ جائیں گے۔

افسوس ہے ان خیالات کے لوگوں پر کہ ملازمت کے حصول کیلئے کس قدر تکلیف اپنے اوپر اُٹھاتے ہیں چودہ برس تک بی۔ اے ایم اے بننے کے واسطے پڑھتے ہیں مدرسہ کی فیسوں اور دیگر اخراجات میں گھر کا اثاثہ تک بک جاتا ہے پھر یہ یقین نہیں کہ پاس ہوں گے یا فیل اور پاس ہو کر ملازمت ملے گی کہ نہیں لیکن نہیں پڑھتے تو قرآن مجید نہیں سمجھتے تو قرآن مجید نہیں عمل کرتے تو قرآن مجید پر جس کے پڑھنے اور جس پر عمل کرنے سے یقیناً یقیناً دنیا و آخرت میں سکھ اور آرام کی زندگی ملتی ہے اور بے شمار نمونے موجود ہیں۔ جنہوں نے قرآن پر عمل کر کے دنیا کی سلطنتیں بھی پائیں اور آخرت میں اپنا گھر جنت الفردوس میں بنایا۔

مبارک وہ جو اس دردمند دل کی تقریر کو پڑھ کر قرآن مجید کی طرف توجہ کرے۔ (حقائق القرآن صفحہ ۲۴۷)

مولانا ابوالکلام آزاد ایڈیٹر "الہلال" کلکتہ نے لکھا:-

حضرت مولوی حکیم نورالدین صاحب بھیروی ثم قادیانی عالم دہر تھے جس کی ساری عمر قرآن شریف کے پڑھنے اور پڑھانے میں گذری

ہر مذہب و ملت کے خلاف اسلام کا رد کرنے۔ آپ نے آیات قرآن سے کیا آپ کے پاس علم تفسیر کا بہت بڑا ذخیرہ تھا"۔ (الہلال ۱۸/ نومبر ۱۹۱۴ء)

اسی طرح میونسپل گزٹ لاہور ۱۹/ مارچ ۱۹۱۴ء نے لکھا:

"... کلام اللہ سے آپؓ کو جو عشق تھا وہ غالباً کم عالموں کو ہو گا اور جس طرح آپ نے عمر کا آخری حصہ احمدی جماعت پر صرف قرآن مجید کے حقائق و معارف آشکار فرمانے میں گزارا بہت کم عالم اپنے حلقہ میں ایسا کرتے پائے جائیں گے"

(ماہنامہ خالد ربوہ ۱۹۹۱ء)

خلافت ثانیہ اور خدمت قرآن مجید

حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ کے وصال کے بعد حضرت صاحبزادہ مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحبؓ کو اللہ تعالیٰ نے خلیفۃ المسیح بنایا۔ جہاں تک خلافت ثانیہ میں خدمت قرآن مجید کا کام ہے یہ باون سالہ دور پر مشتمل ہے۔ موجودہ زمانے میں قرآن کریم کی خدمت اور اس کی اشاعت جماعت احمدیہ کے سپرد ہوئی ہے اور جماعت احمدیہ ہی نے تمام دنیا والوں کو قرآن مجید سکھانا ہے اور سب کو اس بحر بیکراں سے آشنا کرانا ہے کہ یہی دائمی حیات کا آب شیریں ہے۔ اور یہی چشمہ سلسبیل ہے جو کہ تمام تشنہ لبوں کو سیراب کر سکتا ہے سو اس لحاظ سے جماعت احمدیہ پر ایک بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں:-

"اور جب قرآن کریم ہی دنیا کو بیدار کر سکتا ہے اور وہی دنیا کی ہدایت کا موجب بن سکتا ہے تو سوال یہ ہے کہ کیا ہم میں سے ہر ایک نے قرآن کریم پڑھا ہے یا کیا اسے سمجھنے اور پھیلانے کی کوشش کی ہے؟ اگر ہم نے قرآن کریم نہیں پڑھا اور اسے سمجھنے اور پھیلانے کی کوشش نہیں کی تو اس کے معنی یہ ہیں کہ ہم اسلام کے سپاہی نہیں کیونکہ ہم نے اس ہتھیار کی طرف توجہ نہیں کی جس کے ذریعہ سے یہ دنیا فتح ہو سکتی ہے پس قرآن کریم کو نذیر قرار دیکر اس طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ تم قرآن کریم کو بار بار پڑھو اور اسے سمجھنے پھیلانے کی کوشش کرو۔ یہاں تک جب تم بولو تو تمہاری زبانوں سے قرآن کریم جاری ہو اور جب تم لکھو تو تمہاری قلموں سے قرآن کریم جاری ہو اور تمہارے خیالات اور تمہاری خواہشات سب کی سب قرآن کریم کے تابع ہوں اس وقت تک دنیا تمہارے ذریعہ سے ہدایت نہیں پا سکتی۔ (تفسیر کبیر جلد ۶ صفحہ ۴۳)

درس قرآن کریم

حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحبؓ نے اوائل ۱۹۱۰ء سے قرآن کریم کا درس دینا شروع فرمایا۔ وسط ۱۹۱۳ء سے آپ دن میں دو دفعہ درس دینے لگے۔ یعنی فجر اور ظہر کی نمازوں کے بعد ان درسوں میں اہالیان قادیان اور زائرین بڑے ذوق و شوق سے حاضر ہوتے اور علم و معرفت کے اس شیریں چشمہ سے جی بھر کر اپنی پیاس بجھاتے۔ (بحوالہ سوانح فضل عمرؓ جلد اول صفحہ ۳۰۱)

ایک اقتباس جو مخدوم محمد ایوب علی صاحب بی اے علیگ نئی دہلی کی ایک مطبوعہ یاد داشت سے لیا گیا ہے یہ ہے کہ:-

"میں ۱۹۰۹ء میں سکول سے موسم گرما کی تعطیلات میں قادیان گیا اور حضرت خلیفہ اولؓ جو میرے والد صاحب مرحوم و مغفور کے ساتھ خاص طور پر اظہار محبت فرمایا کرتے تھے، کے زیر سایہ رہا کرتا تھا اور حضرت صاحب کے درس قرآن شریف میں شامل ہوا کرتا تھا۔ انہی ایام میں معلوم ہوا کہ حضرت میاں صاحب (حضرت خلیفۃ المسیح الثانی) بھی درس فرمایا کرتے ہیں۔ چنانچہ میں بھی وہاں حاضر ہوا مجھے اس درس میں صرف چند روز ہی شامل ہونے کا موقع ملا حضور نے قرآن کریم کے نہایت ہی اعلیٰ درجہ کے معارف و حقائق بیان فرما کر ایک طرف تو لا یمسه الا المطهرون کے مطابق اپنی پاکیزہ زندگی کا ثبوت دیا اور دوسری طرف کسی مشکل مقام قرآن مجید کے معنے معلوم کرنے کیلئے کوشش کرنے اور پھر سمجھنے کیلئے دعائیں کرنے اور پھر اس کا حل پانے کا ذکر فرما کر اپنے عشق قرآن شریف اور تعلق باللہ کا ثبوت دیا۔

الغرض اس قلیل عرصہ میں مجھ پر حضور کے عشق و فہم قرآن کریم طہارت و تقویٰ تعلق باللہ اجابت دُعا اور مطہر زندگی کا گہرا اثر ہوا جو کہ باوجود مرور زمانہ کے دل سے ہرگز دور نہیں ہوا۔ اور یہی اثر تھا جو کہ بفضلہ تعالیٰ حضور کو خلیفہ برحق ماننے میں کام آیا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔ یہ اس وقت کی بات ہے جس کو اب انتیس سال گذر چکے ہیں۔ اور اب تو ماشاء اللہ حضور کا علم ایک بحر بے پایاں معلوم ہوتا ہے۔ جس کا کچھ اندازہ ہی نہیں اور حضور کا ہر ایک خطبہ بلکہ ہر ایک تقریر و تحریر اپنے اندر ایک ایسی جدت اور شان رکھتی ہے کہ جس کی نظیر صفحۂ ہستی پر ڈھونڈے سے بھی نہیں ملتی۔ (بحوالہ سوانح فضل عمر جلد اول صفحہ ۳۰۲)

حضرت خلیفہ ثانیؓ کا خدمت قرآن کا بے مثل کارنامہ

آپؓ ۱۴/ مارچ ۱۹۱۴ء کو مسند خلافت پر متمکن ہوئے اور ۸-۱۱-۱۹۶۵ء کو انتقال فرمایا۔ آپؓ نے اس درمیانی عرصہ میں قرآنی مباحث سے متعلق شاندار اسلامی لٹریچر پیدا کیا ہزاروں بصیرت افروز تقاریر فرمائیں اور خطبات ارشاد فرمائے جن کا مرکزی نقطہ قرآن مجید ہی تھا۔ معرفت کا یہ لازوال اور بیش بہا خزانہ سلسلہ کے اخبارات میں بہت حد تک محفوظ ہے اور کتابی صورت میں بھی منظر عام پر آچکا ہے۔ علاوہ ازیں حضورؓ کے قلم مبارک سے قرآن مجید کی بہت سی معرکہ آرا اور ایمان افروز تفاسیر شائع ہوئیں مثلاً پہلے پارہ کی نادر تفسیر حقائق الفرقان۔ درس القرآن۔ معارف القرآن۔ تفسیر کبیر" اور تفسیر صغیر ان میں سے ہر تفسیر مستقل امتیازی شان اور کئی خصوصیات رکھتی ہے خصوصاً تفسیر کبیر اور تفسیر صغیر جسے علم تفسیر کا شاہکار کہا جائے تو مبالغہ نہ ہو گا۔ ان دو تفاسیر کے صفحات کی مجموعی تعداد تقریباً ۷۲۶۰ تک جا پہنچتی ہے۔

آیت- لا یمسه الا المطهرون۔ (الواقعہ)

یعنی- قرآن مجید کا حقیقی مرتبہ اہل اللہ پر ہی کھل سکتا ہے۔

چنانچہ یہ حقیقت ہے کہ حضرت مصلح موعودؓ خلیفہ ثانی نے کسی مدرسہ سے کوئی ایک بھی امتحان پاس نہیں کیا تھا اللہ تعالیٰ نے آپ کو الہامات کشوف اور رؤیا کے ذریعے سے علم قرآن سکھایا اور غیر مذاہب کے مقابل پر ایسے ایسے حقائق و معارف کھولے کہ غیر مسلم دنیا کو دم مارنے کی مجال نہ رہی۔

آپؓ کا اپنا فرمان

فرماتے ہیں: "میں نے کوئی امتحان پاس نہیں کیا ہر دفعہ فیل ہی ہوتا رہا ہوں مگر اب میں خدا کے فضل سے کہتا ہوں کہ کسی علم کا مدعی آجائے اور ایسے علم کا مدعی آجائے جس کا میں نے نام بھی نہ سنا ہو اور اپنی باتیں میرے سامنے مقابلہ کے طور پر پیش کرے اور میں اسے لاجواب نہ کردوں تو جو اس کا جی چاہے کہے ضرورت کے وقت خدا مجھے سکھاتا ہے۔ اور کوئی شخص نہیں ہے جو مقابلہ میں ٹھہر سکے۔ ملائکۃ اللہ صفحہ ۵۳

قرآن مجید نے صفاتِ الٰہیہ کا جو مکمل نقشہ کھینچا ہے اس کی تفصیل آپؓ پر ایک پر از عرفان رؤیا میں ظاہر کی گئی جس سے انسان پر وجد کی سی کیفیت طاری ہو جاتی ہے، بحوالہ تفسیر کبیر جلد ۵ حصہ دوم۔

مدیر اخبار "زمیندار" جناب مولانا ظفر علی خاں صاحب نے معاندین احمدیت احرار کو مخاطب کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود کی خدمات قرآن کا یوں اعتراف کیا "کان کھول کر سن لو! تم اور تمہارے لگے بندھے مرزا محمود کا مقابلہ قیامت تک نہیں کر سکتے مرزا محمود کے پاس قرآن کا علم ہے تمہارے پاس کیا دھرا ہے؟... مرزا محمود کے مبلغ ہیں مختلف علوم کے ماہر ہیں دنیا کے ہر ملک میں اس نے جھنڈا گاڑ رکھا ہے"۔ ایک خوفناک سازش صفحہ ۱۹۶ بحوالہ کلام اللہ کا مرتبہ اور مصلح موعود۔

خلافت ثانیہ میں قرآن مجید کے تراجم مندرجہ ذیل زبانوں میں ہو چکے تھے انگریزی- ڈچ- جرمن- سواحیلی- ہندی- گورمکھی- ملایائی- انڈونیشین- فیجی- روسی- فرانسیسی- پرتگیزی- اطالوی- ہسپانوی ان تراجم کے متعلق جو آراء مستشرقین یورپ امریکہ نے دی ہیں ان میں سے بعض یہاں درج کی جاتی ہیں:-

ڈاکٹر چارلس ایس بریڈن صدر شعبہ تاریخ و ادب دینیات نارتھ ویسٹرن یونیورسٹی ایونسٹن (امریکہ) انگریزی ترجمہ کے متعلق تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ ترجمہ اس کا یہ ہے۔ یعنی یہ کتاب کی طباعت نہایت عمدہ ہے ٹائپ اچھا بھی ہے اعلیٰ بھی ہے اور سہولیات سے پڑھا جا سکتا ہے بحیثیت مجموعی انگریزی زبان کے اسلامی لٹریچر میں یہ ایک قابل قدر اضافہ ہے جس کیلئے دنیا جماعت احمدیہ کی از حد ممنون ہے"۔

اردو ادب کے مایہ ناز انشا پرداز علامہ نیاز فتح پوری کی نظر میں قرآن مجید کی ایک عظیم الشان تفسیر تفسیر کبیر "میرے نزدیک یہ اردو میں بالکل پہلی تفسیر ہے جو بڑی حد تک ذہنِ انسانی کو مطمئن کر سکتی ہے"۔ (نیاز فتح پوری)

موصوف نے تفسیر کبیر کا مطالعہ کیا اور وقتاً فوقتاً حضورؓ کی خدمت میں بھی اس سلسلہ میں تعریفی کلمات کے ساتھ خدمت قرآن کا ذکر کرتا رہا ہے۔ (مزید تفصیل اخبار بدر ۲۳ اپریل ۱۹۷۰ء)

خلافت ثالثہ کے دور میں قرآن مجید کی خدمت

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے وصال کے بعد حضرت مرزا ناصر احمدؒ کو تیسرا خلیفہ منتخب کیا گیا آپؒ خلیفہ ثانیؓ کے بڑے صاحبزادے تھے۔ آپ حافظ قرآن تھے آپ کے دور خلافت میں بھی قرآن مجید کی عظیم خدمات انجام دی گئیں۔ آپ رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک موقعہ پر فرمایا "آخری زمانے میں مسیح موعودؑ کے ذریعہ اسلام کو جو عالمگیر روحانی غلبہ حاصل ہونے والا ہے اس میں قرآن کریم کی تبلیغ و اشاعت ایک اہم ذریعہ اور واسطہ ہے اسلام کے حقیقی غلبہ کا مطلب ہی یہ ہے کہ دنیا اس کتاب عزیز کی کما حقہ قدر پہچان لے چنانچہ اس کی پہلی سیڑھی تو یہی ہے کہ احمدیہ جماعت کے تمام افراد جنہیں فی زمانہ حقیقی معنوں میں حاملین قرآن ہونے کا دعویٰ ہے خود بھی اس کتاب سے گہرا اور قریبی اور ذاتی تعلق رکھتے ہوں انہیں قرآنی حقائق و معارف پر ایسا عبور حاصل ہو کہ وقت آنے پر وہ دنیا کو اس قیمتی خزانہ سے مالامال کر سکیں۔

حضورؒ نے ۴ فروری ۱۹۶۶ء کو ایک خطبہ ارشاد فرمایا اس میں آپ نے بیان فرمایا کہ قرآن کریم ایک نعمتِ عظمیٰ ہے ہر احمدی قرآن کریم سیکھے اور دوسروں کو سکھلائے فرمایا کہ ہماری یہ کوشش ہونی چاہئے کہ دو تین سال کے اندر ہمارا کوئی بچہ ایسا نہ رہے جسے قرآن کریم ناظرہ پڑھنا نہ آتا ہو۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ جماعت کو اس طرف بڑی توجہ دینی پڑے گی اور اس کے لئے بڑی کوشش درکار ہو گی۔ ہم بڑی جدوجہد کے بعد ہی اس کام میں کامیابی حاصل کر سکتے ہیں۔ اس منصوبہ کو کامیاب بنانا بہت ضروری ہے فرمایا کہ پس قرآن کریم کی قدر کریں اور اس کی عظمت کو اپنے دلوں اور اپنے ماحول میں قائم کریں۔ اس کی بلندیوں تک پہنچنے کا اپنے آپ کو اہل بنائیں۔ اگر آپ ایسا کرلینگے تو آپ قرونِ اولیٰ

کے مسلمانوں کی طرح ستاروں سے بھی بلند ہوتے چلے جائیں گے آپ خداتعالیٰ کی خوشنودی کو حاصل کرنے والے ہوں گے خدا تعالیٰ کے قرب کے دروازے آپ کیلئے کھولے جائیں گے اس کی رضا کی جنت آپ کو حاصل ہوگی اللہ تعالیٰ قرآن کریم سے پیار کرنے کے نتیجہ میں آپ سے پیار کرنے لگ جائے گا۔ خلافت ثالثہ کے مبارک دَور میں دنیا بھر میں قرآن مجید کی بہت وسیع پیمانے پر اشاعت ہوئی اور کلام اللہ کے پھیلانے اور دنیا بھر کی لائبریریوں تک پہنچانے کا سلسلہ عالمی سطح پر ایسی وسعت اختیار کر گیا کہ قبل ازیں تاریخ اسلام میں اس کی کوئی مثال نہیں ملتی اس ضمن میں حضورؒ نے یورپ امریکہ اور افریقہ کے ہوٹلوں میں قرآن کریم رکھوانے کی ایک زبردست مہم جاری فرمائی جس کے تحت ان براعظموں کے درجنوں ممالک میں ہزاروں کی تعداد میں قرآن کریم کے نسخے ہوٹلوں میں رکھوائے گئے۔ خلافت ثالثہ کے بابرکت دور میں۔ ۹؍اپریل ۱۹۶۶ء کو تعلیم القرآن سکیم کو حضورؒ نے جاری فرمایا۔ آپؒ نے اشاعت قرآن مجید کی طرف خصوصی توجہ دی۔ آپؒ فرماتے ہیں ایک دن مجھے یہ بتایا گیا کہ تیرے دور خلافت میں پچھلی دو خلافتوں سے زیادہ اشاعت قرآن کریم کا کام ہوگا چنانچہ اب تک میرے زمانہ میں پچھلی دو خلافتوں کے زمانہ سے قرآن مجید کی دوگنا زیادہ اشاعت ہوگئی ہے دنیا کی مختلف زبانوں میں اب تک قرآن کے کئی لاکھ نسخے طبع کروا کر تقسیم کئے جاچکے ہیں۔(دورۂ مغرب ۱۹۸۰ء)

آپؒ کے دور میں اسلام کے عالمگیر غلبہ کا عظیم الشان پروگرام صد سالہ جوبلی منصوبہ کا بھی اعلان کیا گیا تھا جو آپؒ نے جلسہ سالانہ ۱۹۷۳ء میں کیا آپؒ نے اس کے مقاصد بھی بیان فرمائے ان میں ایک مقصد اشاعت قرآن بھی تھا۔

اشاعت قرآن

دوسرا بڑا مقصد قرآن کریم کی بکثرت اشاعت ہے اس کی اشاعت کے سلسلے میں حضورؒ نے فرمایا کہ اس وقت یورپ اور افریقہ کی چھ مشہور زبانوں میں قرآن کریم کا ترجمہ ہو چکا ہے۔

فرانسیسی زبان کے ترجمہ پر نظر ثانی ہو رہی ہے۔ روسی زبان میں ترجمہ مکمل ہو چکا ہے۔ چینی۔ سپینش۔ اٹالین ہاؤسا کے علاوہ مغربی افریقہ کی دو ایسی مشہور زبانوں میں جو کثرت سے بولی جاتی ہیں ترجمہ کی ضرورت ہے۔ یوگو سلاوین زبان میں بھی مختصر تفسیری نوٹوں کی اشاعت کی ضرورت ہے۔ عربی زبان میں حضرت اقدس کی قرآن کریم کی تفسیر شائع کرنی چاہئے فارسی زبان میں بھی ترجمہ و مختصر تفسیری نوٹس شائع کرنے چاہئیں۔(سالانہ اجتماع انصار اللہ ۱۹؍اکتوبر ۷۸ء)

حضور نے قرآن پڑھنے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا:

قرآن کریم کے بغیر آپ کے گھر بھی بے-برکت رہیں گے ہر احمدی کا گھر ایسا ہونا چاہئے کہ اس میں رہنے والے ہر فرد جو اس عمر کا ہے کہ وہ قرآن کریم پڑھ سکتا ہو۔ صبح کے وقت اس کی تلاوت کر رہا ہو۔(الفضل ۱۹؍فروری ۶۶ء)

چنانچہ حضور کے ارشاد کے تحت جماعتوں میں قرآن کریم کی تعلیم کا انتظام کیا گیا ہندوستان میں بھی ہفتہ قرآن مجید کا انعقاد ہوتا ہے۔ تعلیم القرآن کلاسز کو کامیاب بنانے کیلئے وقف عارضی کی بھی تحریک فرمائی تاکہ زیادہ سے زیادہ افراد کو قرآن مجید سکھایا جاسکے۔

حضور نے اس سلسلے میں فرمایا: وقف عارضی میں مجھے ہر سال کم از کم پانچ ہزار واقفین چاہئیں اس کے بغیر صحیح رنگ میں تربیت نہیں کر سکتے۔ الفضل ۱۰-۷-۶۶

تعلیم القرآن اور وقف عارضی کی بارگاہ الٰہی میں قبولیت کے سلسلے میں آپ کو ایک روحانی نظارہ دکھایا گیا کہ زمین ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک نور سے منوّر ہوگئی ہے اور پھر نور مجسم ہو کر بشریٰ لکم کی شکل میں نمودار ہوا ہے فرماتے ہیں:

"اس وقت مجھے یہ تفہیم ہوئی کہ جو نور میں نے اس دن دیکھا تھا وہ قرآن کریم کا نور تھا جو تعلیم القرآن کلاس کی سکیم اور وقف عارضی کی سکیم کے تحت دنیا میں پھیلایا جارہا ہے اللہ اس مہم میں برکت ڈالے گا اور انوار اس طرح زمین پر محیط ہو جائیں گے جس طرح اس نور کو زمین پر محیط ہوتے ہوئے دیکھا ہے۔(الفضل ۱۰-۷-۶۶)

خلافت رابعہ کے دور میں قرآن مجید کی خدمت

حضرت خلیفہ ثالثؒ کے وصال کے بعد اللہ تعالیٰ نے سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو جون ۱۹۸۲ء کو خلافت پر متمکن فرمایا۔ اس وقت سے لیکر اب تک جس رنگ میں اس پیاری عظیم کتاب کی خدمت سر انجام دی جارہی ہے وہ بے مثال ہے۔ کوئی ابتلاء کا دور نہ اس میں روک بن سکا اور نہ وقفہ ڈال سکا۔ ابتلاء کی ہر رات طلوع ہونے والی روشن تر صبح ترقی اور پہلے سے بڑھ کر خدمات کا تحفہ لے کر آئی اور دُنیا نے دیکھا اور دیکھ رہی ہے کہ یہ شرذمۂ قلیلون ثبات قدم سے آگے بڑھتے ہی چلے جارہے ہیں ذٰلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔

اس بابرکت دور خلافت میں جس تیز رفتاری سے جماعت احمدیہ ہر پہلو سے ترقی کی طرف گامزن ہے اور جس رنگ میں ہم نے بچشم خود خدا کی تائید اور نصرت کے جلوے مشاہدہ کئے اُنہیں ضبط تحریر میں لانا ناممکن ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی یہ دلی تمنا تھی کہ جماعت احمدیہ کا اپنا ایک پاور فل ریڈیو اسٹیشن ہو جس کے ذریعہ سے اسلام اور احمدیت کی تعلیم اور قرآن مجید کے درس و تدریس کا سلسلہ جاری ہو۔ الحمد للہ خلافت رابعہ میں اللہ تعالیٰ نے نہ صرف اس خواہش کو پورا فرمایا بلکہ اس سے بڑھ کر آسمانی مائدہ ایم ٹی اے کی شکل میں نازل فرمایا۔

قرآن کریم کے تراجم

خدا کے فضل سے حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ذاتی اور انتھک کوشش سے اس وقت جماعت احمدیہ نے ۵۲ کے قریب زبانوں میں قرآن مجید کے تراجم کئے ہیں جبکہ مزید زبانوں کا ترجمہ شروع کیا جاچکا ہے۔

معروف زبانیں جن میں ترجمہ موجود ہے

گورمکھی۔ ہندی۔ آسامی۔ فرانسیسی۔ فنٹی۔ روسی۔ کویتی۔ کردی۔ یوروبی - یوگنڈی۔ کنٹری۔ سواحیلی۔ ملیالم۔ جرمن۔ تامل۔ اٹالین۔ اڑیہ۔ کشمیری۔ جاپانی۔ چینی۔ نارویجن۔ سپینش۔ بنگالی۔ مراٹھی۔ پولش۔ انگریزی۔ ڈچ۔ وغیرہ

ماہ رمضان میں درس قرآن پاک

ہر سال پیارے آقا M.T.A. کے ذریعہ بنفس نفیس اسٹوڈیو میں تشریف لاکر قرآن مجید کا درس متواتر ڈیڑھ گھنٹے دیتے ہیں جس میں آپ دیگر مفسرین کے حوالہ جات کے ساتھ ساتھ قرآن کے معارف بیان کر کے دلنشین پیرایہ میں جماعت کو قرآن مجید کے مطالب سمجھاتے ہیں جس سے نہ صرف ساری دنیا کے احمدی بلکہ غیر از جماعت افراد بھی استفادہ کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ چھوٹے بچوں کو ابتدائی طور سے قرآن مجید سکھایا جاتا ہے ہفتہ میں دو یوم بنفس نفیس حضور اقدس قرآن مجید کا درس دیتے ہیں۔ اس کے علاوہ حضور اقدس ملاقات پروگرام میں سوالات کے جوابات قرآن مجید احادیث شریفہ کی روشنی میں بیان فرماتے ہیں۔

"حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خاص طور پر جماعت احمدیہ کے افراد کو تلاوت قرآن کریم اور اس کے ترجمہ سیکھنے کی طرف توجہ دلائی۔

آپ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۲۶؍دسمبر کو جلسہ سالانہ قادیان کے اختتامی اجلاس میں اہل قادیان کو مخاطب کر کے فرمایا:

"اگر آپ نے قادیان کی حفاظت کا حق ادا کرنا ہے تو اے درویشان قادیان آج بھی ویسے ہی نمونہ دکھاؤ آج بھی قادیان کی گلیوں میں صبح ایسی تلاوت کی آوازیں بلند ہوں کہ آسمان سے خدا کے فرشتے نازل ہوا کریں اور ہر صبح یہ گواہی دیا کریں کہ خداتعالیٰ کے نیک بندے آج بھی اس بستی میں زندہ ہیں اور کل یعنی ۲۷ دسمبر کو جو حاضرین جلسہ یہاں ٹھہریں اور اہل قادیان کو میں کہتا ہوں کہ کل صبح کی نماز کے بعد انہیں نظاروں کو دہرائیں اور ایسا ہو کہ قادیان کی گلی گلی سے تلاوت قرآن مجید کی مبارک آوازیں آرہی ہوں اور فرشتے آسمان سے آپ کو سلام بھیج رہے ہوں۔(بدر ۶-۱۳ جنوری ۱۹۹۶ء)

چنانچہ اُدھر حضور پُرنور جلسہ ارشاد فرمارہے تھے اور ادھر کوئی آنکھ ایسی نہ تھی جو پُرنم نہ ہو اور کوئی دل ایسا نہ تھا جس میں اپنے پیارے آقا کے ارشاد کی کامل اطاعت کی تڑپ پیدا نہ ہو رہی ہو۔ اور کوئی دماغ ایسا نہ تھا جو آنے والی صبح نہایت پیار و محبت اور شاندار اہتمام کے ساتھ تلاوت قرآن مجید کے منصوبے نہ بنا رہا ہو۔

چنانچہ اگلی صبح ایسا ہی ہوا کہ میزبان و مہمان گھر گھر گلی گلی چھوٹے بڑے سب تلاوت قرآن مجید میں مصروف پائے گئے۔

تیرھویں صدی ہجری کے ایک عظیم بزرگ اور فقہ حنفی کے فاضل علامہ محمد کامل بن مصطفیٰ بن محمود الطرابلسی الحنفی الاشعری نے پیشگوئی فرمائی تھی کہ:

کان المھدی اذا خرج یقیم جماعۃ یتلون کتاب اللہ اناء اللیل والنھار

(الفتاوی الکاملیۃ فی الحوادث الطرابلسیۃ ص۵)

جب امام مہدی پیدا ہوں گے تو وہ ایسی جماعت قائم کریں گے جو دن رات کتاب الٰہی قرآن مجید کی تلاوت کرنے والی ہوگی۔

اس خبر میں قرآن مجید کے ساتھ جماعت احمدیہ کا والہانہ عشق کا خوب نقشہ کھینچا گیا ہے:

اس وقت خلافت رابعہ کے دور میں قریباً ہزاروں مبلغین معلمین داعین الی اللہ و رضاکار دنیا کے مختلف ملکوں علاقوں میں احمدی غیر احمدی بچوں بچیوں کو قرآن مجید اور دیگر اسلامی تعلیمات سکھا رہے ہیں۔ اس غرض کیلئے لاکھوں روپے صَرف کئے جارہے ہیں یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہے کہ قرآن مجید کی تعلیم پر عمل پیرا ہو کر اور حضور اقدس کے ارشادات پر لبیک کہتے ہوئے افراد جماعت والہانہ رنگ میں جہاد کبیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہے ہیں۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک

احمدیہ فٹ بال B ٹیم نے

کھجالہ فٹبال ٹورنامنٹ میں پہلی پوزیشن حاصل کی

ہر سال کی طرح ماہ اپریل میں گاؤں کھجالہ (ضلع گورداسپور) کی جانب سے کروائے جانے والے فٹ بال ٹورنامنٹ میں امسال بھی احمدیہ فٹ بال "بی" ٹیم نے کھوکھر فوجی کے ساتھ ہوئے کڑے مقابلہ کے بعد ایک گول کی زیادتی سے پہلی پوزیشن حاصل کی۔ "بی" ٹیم کے کیپٹن محترم عبدالہادی کو ٹرافی کے علاوہ پوری ٹیم کو ۴۰۰ روپے دیئے گئے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ اس ٹیم کو نمایاں ترقی عطا فرمائے۔ آمین۔

(محمد لقمان دہلوی نمائندہ بدر قادیان)

غیر مبائعین کا گمراہ کن کردار اور عبرتناک انجام

مولوی برہان احمد ظفر قادیان

جماعت احمدیہ کا وہ قلیل ترین حصہ جو ۱۹۱۴ء میں خلافت ثانیہ کے قیام کے وقت اپنی مفاد پرستی اور دنیوی اغراض کے تحت بیعت خلافت سے منکر ہو گیا تھا انہیں غیر مبائعین ۔ پیغامی یا لاہوری جماعت کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ سیاسی اغراض کے تحت حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی غیر تشریعی نبوت اور خلافت احمدیہ کے انکار و توہین سے ان حضرات کا کیا انجام ہوا زیر نظر مضمون میں ان امور پر روشنی ڈالنے کی کوشش کی گئی ہے۔

چونکہ ان دنوں یہ لوگ پھر بعض جگہوں پر غیر احمدیوں کے ساتھ مل کر جماعت احمدیہ کی مخالفت میں حصہ لے رہے ہیں اور بعض جگہوں پر موقع دیکھ کر جماعت احمدیہ قادیان کی کامیابیوں کو اپنی طرف منسوب کر کے نو مبائعین کو مغالطہ میں رکھنے کی کوشش کر رہے ہیں لہٰذا ضروری معلوم ہوا کہ ان کے متعلق تمامتر تاریخی حقائق سے پردہ اُٹھایا جائے۔

تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ ۱۹۳۴ء میں احراریوں کی مخالفت کے وقت بھی ان حضرات نے ایسا ہی گمراہ کن کردار ادا کیا تھا جس کی بناء پر اپنے آپ کو ہوشیار سمجھنے والے ان پیغامیوں کے متعلق اس وقت اخبار زمیندار کو لکھنا پڑا تھا کہ

"لاہوری مرزائی قادیانیوں سے کہیں زیادہ مسلمانوں کیلئے خطرناک ہیں"۔

(زمیندار ۱۷ر فروری ۱۹۳۵ء)

۲۔ "یہ لوگ اُمّت مسلمہ کیلئے قادیانیوں سے بھی زیادہ خطرناک ہیں"۔

"لاہوری احمدیوں کا مسلمانوں کو یہ بتانا کہ وہ انہیں مسلمان سمجھتے ہیں سر تا پا منافقت ہے۔ جس سے کہ مسلمانوں کو آگاہ ہو جانا چاہئے"۔

(سیاست ۱۹ر فروری ۱۹۳۵ء)

۳۔ "مرزائیوں کی لاہوری جماعت کے فریب کاروں کا گروہ مرزا کو نبی سمجھنے اور کہنے میں قادیانیوں سے کم نہیں ہے۔ اور جب وہ مسلمانوں سے یہ کہتے دکھائی دیتے ہیں کہ ہم قادیان کے مدعی نبوت کو محض محدث اور مجدد بلکہ محض ایک نیک مولوی سمجھتے ہیں۔ تو ان کا مقصد دھوکہ دینے کے سوا اور کچھ نہیں ہوتا"۔

(احسان ۲۵ر فروری ۱۹۳۵ء)

قارئین یہ اس زمانہ کے تبصرے ہیں جب مجلس احرار نے جماعت احمدیہ قادیان کی شدید مخالفت کی تھی اور قادیان کی اینٹ سے اینٹ بجا دینے کی بات کی تھی۔ اس موقع پر لاہوری احمدیوں نے جماعت احمدیہ قادیان کی مخالفت کو غنیمت جانتے ہوئے ایک پوسٹر مباحثہ کا چیلنج کرتے ہوئے شائع کیا جس میں انہوں نے لکھا کہ

"تمہارے عقائد نے اسلام میں آج ایک عظیم الشان فتنہ پیدا کر رکھا ہے۔ غور کر کے دیکھ لیں کہ جو آگ آج احرار نے حضرت مسیح موعودؑ کے خلاف بھڑکائی ہے اس کا ایندھن قادیان کے غلو؟ نے مہیا کیا ہے"۔

اس اشتہار بازی اور چیلنج بازی کو مخالف احمدیت بھی اچھی طرح سمجھتا تھا اس نے لکھا۔

"پنجابی میں ایک مثل مشہور ہے۔ جس کا اردو ترجمہ یہ ہے کہ اگر کنوئیں میں بیل گر پڑے تو اس کو وہیں خصی کر دیا جائے۔ کیونکہ باہر آنے کے بعد وہ قابو نہ آئے گا۔ اسی مثل کے ماتحت لاہوری جماعت مرزائیہ نے قادیانیوں کو مبتلائے مصیبت دیکھ کر چیلنج مباحثہ کا پوسٹر شائع کیا ہے"۔

(اہل حدیث ۱۵ر فروری ۱۹۳۵ء)

تاریخ اسلام کا ایک مشہور واقعہ ہے کہ جب حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کے درمیان جنگ ہو رہی تھی تو ان دونوں کی خانہ جنگی کو دیکھتے ہوئے ایک عیسائی بادشاہ نے حملہ کرنا چاہا۔ اس بات کا علم جب حضرت معاویہؓ کو ہوا تو آپ نے اس کو پیغام بھیجا کہ اگرچہ ہمارے درمیان جنگ ہو رہی ہے لیکن اگر کوئی دشمن اسلام علیؓ پر حملہ کرتا ہے تو سب سے پہلا شخص میں ہوں گا جو حضرت علی کے جھنڈے تلے کھڑا ہو کر برسرپیکار ہوں گا۔ اس پیغام کے ملتے ہی اس بادشاہ نے لڑائی کا ارادہ ترک کر دیا یہ وہ روح اسلام تھی جو حضرت معاویہؓ میں موجود تھی لیکن زیر بحث گروہ میں تو اس کا ایک شائبہ بھی نظر نہیں آتا۔ بلکہ فوراً دشمن کے ساتھ صلح کرنے کے لئے ان کے ساتھ شامل ہو گئے۔

قارئین ضرور غور کرتے ہوں گے کہ ایک عرصہ سے ان لوگوں کو نظر انداز کر دینے کے بعد اب پھر ان کو کیوں یاد کیا گیا۔ لاہوری۔ پیغامی منکر خلافت۔ غیر مبائعین۔ یہ سب خطابات مولوی محمد علی صاحب اور ان کی جماعت کے ہیں جنہوں نے خلافت ثانیہ کے وقت اختلاف کر کے لاہور میں اپنی جماعت الگ بنالی' حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ عنہ اور جماعت کے خلاف ایک محاذ کھڑا کر دیا۔

غیر مبائعین کو پھر سے یاد کرنے کی وجہ یہ ہوئی ہے کہ الحمد للہ جماعت پوری دُنیا میں بڑی تیزی کے ساتھ خلافت کے زیر سایہ ترقی کر رہی ہے اس کے بالمقابل مخالفت بھی جوبن پر ہے تو انہیں بھی خیال آیا ہے کہ ہم بھی سابقہ روایت کو کیوں نہ زندہ کریں اور جماعت احمدیہ قادیان کی مخالفت میں کچھ نہ لکھیں ۔ تاکہ غیروں کی شدید مخالفت سے بھی بچیں اور اپنی زندگی کا بھی ثبوت دیں۔ چنانچہ اب ایک عرصہ کے بعد مولوی محمد علی صاحب اور خواجہ کمال الدین صاحب کی وہ کتب جو انہوں نے جماعت کی مخالفت اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی مخالفت میں شائع کی تھیں پھر سے شائع کر کے تقسیم کرنی شروع کر دی ہیں اور ان لوگوں ر فتنہ پیدا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں جو نئے نئے جماعت میں شامل ہوتے ہیں نئے شامل ہونے والے چونکہ ان اختلافی باتوں سے آگاہ نہیں ہوتے۔ یہ لوگ انہیں ورغلانے اور اپنے ساتھ چالاکی اور ہوشیاری سے ملانے کی کوشش کرتے ہیں ۔ اس لئے ضروری خیال کیا کہ جماعت کے سامنے ایک بار پھر ان کی حقیقت رکھی جائے۔

مولوی محمد علی صاحب اور ان کے رفقاء کا حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے انتخاب تک نبوت کے مسئلہ پر کوئی اختلاف نہ تھا اور یہ تمام لوگ جو بعد میں جماعت سے الگ ہو گئے۔ رسالہ الوصیت میں بیان کردہ ظہور قدرت ثانیہ سے مراد خلافت کے قیام پر متفق تھے کیونکہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات ہوئی اس موقع پر خواجہ کمال الدین صاحب مرزا یعقوب بیگ صاحب اور ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب لاہور سے قادیان تشریف لائے حضرت مولوی سید سرور شاہ صاحبؓ کا بیان ہے کہ قادیان آکر محترم خواجہ کمال الدین صاحب نے ایک پرسوز تقریر کی جس کا خلاصہ یہ تھا کہ

"خدا کی طرف سے ایک انسان منادی بن کر آیا جس نے لوگوں کو خدا کے نام پر بلایا ہم نے اس کی آواز پر لبیک کہی اور اس کے گرد جمع ہو گئے مگر اب وہ ہم کو چھوڑ کر اپنے خدا کے پاس چلا گیا ہے۔ سوال یہ ہے کہ اب ہمیں کیا کرنا چاہئے ؟"۔

اس کے بعد بیعت لینے کی درخواست کی گئی اور اس پر کئی لوگوں نے دستخط کئے ان میں شیخ رحمت اللہ صاحب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب مولوی محمد علی صاحب خواجہ کمال الدین صاحب اور ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کے بھی دستخط موجود تھے ۔ اور جو درخواست کی گئی اس کے الفاظ یہ تھے۔

"امابعد مطابق فرمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام مندرجہ رسالہ الوصیت ہم احمدیان جن کے دستخط ذیل میں ثبت ہیں اس امر پر صدق دل سے مطمئن ہیں کہ اول المہاجرین حضرت حاجی مولوی حکیم نور الدین صاحب جو ہم سب میں سے اعلم اور اتقی ہیں اور حضرت امام کے سب سے زیادہ مخلص اور قدیمی دوست ہیں اور جن کے وجود کو حضرت امام علیہ السلام اسوہ حسنہ قرار فرما چکے ہیں جیسا کہ آپ کے شعر ؎

چہ خوش بودے اگر ہریک زامت نور دیں بودے
ہمیں بودے اگر ہر دل پراز نورِ یقین بودے

سے ظاہر ہے کے ہاتھ پر احمد کے نام پر تمام احمدی جماعت موجودہ اور آئندہ نئے ممبر بیعت کریں اور حضرت مولوی صاحب موصوف کا فرمان ہمارے واسطے آئندہ ایسا ہی ہو جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا تھا"۔

(بدر ۲ر جون ۱۹۰۸ء)

حضرت حکیم مولوی نور الدین صاحبؓ کو تمام حاضرین نے خلیفہ مسیح موعودؑ قبول کرتے ہوئے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تدفین عمل میں آئی۔ اس کے بعد خواجہ کمال الدین صاحب نے جو کہ سیکرٹری صدر انجمن احمدیہ تھے انجمن کے سارے ممبران کی طرف سے تمام جماعت کو اطلاع کرنے کیلئے حسب ذیل بیان جاری کیا۔

"حضور علیہ السلام کا جنازہ قادیان میں پڑھا جانے سے پہلے آپ کے وصایا مندرجہ رسالہ الوصیت کے مطابق حسب مشورہ معتمدین صدر انجمن احمدیہ موجودہ قادیان و اقرباء حضرت مسیح موعود علیہ السلام بہ اجازت حضرت ام المومنین کل قوم نے جو قادیان میں موجود تھی جس کی تعداد اس وقت بارہ سو تھی والا مناقب حضرت حاجی الحرمین الشریفین جناب حکیم نور الدین سلمہ کو آپ کا جانشین اور خلیفہ قبول کیا۔ اور آ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ معتمدین میں سے ذیل کے احباب موجود تھے۔

مولٰنا حضرت سید مولوی محمد احسن صاحب۔ صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب۔ جناب نواب محمد علی خاں صاحب شیخ رحمت اللہ صاحب مولوی محمد علی صاحب۔ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب۔ ڈاکٹر سید محمد حسین صاحب۔ خلیفہ رشید الدین صاحب اور خاکسار خواجہ کمال الدین اس اطلاعی بیان میں خواجہ صاحب نے آگے چل کر فرمایا۔

"۔۔۔ کل حاضرین نے جن کی تعداد اوپر دی گئی ہے بالاتفاق خلیفۃ المسیح قبول کیا۔ یہ خط بطور اطلاع کل سلسلہ کے ممبران کو لکھا جاتا ہے کہ وہ اس خط کے پڑھنے کے بعد فی الفور حضرت حکیم الامت خلیفۃ المسیح والمہدیؑ کی خدمتِ بابرکت میں خود یا بذریعہ تحریر بیعت کریں"۔

(الحکم ۲۸ر مئی بدر ۲ جون ۱۹۰۸ء)

ان تحریرات سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت کے وقت تک جماعت میں نبوت کے مسئلہ پر یا پھر کسی اور معاملہ میں کوئی اختلاف نہ تھا اور قدرت ثانیہ سے مراد خلافت تھی لیکن یہ اختلاف مولوی محمد علی صاحب اور اُن کے رفقاء نے مستقبل کی طرف دیکھتے ہوئے کرنا شروع کر دیا اور اس کا آغاز اس طرح سے ہوا کہ خلیفۃ المسیح کے اختیارات کو محدود کر دیا جائے اور صدر انجمن احمدیہ (جس میں یہی احباب مستقل ممبر تھے) کو خلیفۃ المسیح پر حاوی کرنا شروع کر دیا جو کہ اندرونی طور پر ایک گونا بغاوت نظر آتی تھی اور مولوی محمد علی صاحب اور خواجہ کمال الدین صاحب کو یہ بات نظر آنی شروع ہو گئی تھی کہ ان کے خلیفہ بننے کا امکان نہیں ہے۔

اور بقول ڈاکٹر بشارت احمد صاحب۔

"ایسے حالات پیدا ہو گئے تھے کہ خواجہ کمال الدین صاحب یا مولوی محمد علی صاحب کے خلیفہ بننے کا امکان نہ رہا تھا"۔

یہ وہ حقیقت تھی جس نے خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر لینے کے بعد بھی بعض باتوں میں اختلاف کرنا شروع کر دیا۔ جب اس کی خبر حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنچی تو آپ نے ایک مرتبہ مسجد مبارک میں ہی ان لوگوں کو تنبیہ کی اور سمجھایا اور آپ نے ناراض ہو کر یہاں تک فرمایا کہ

"میں تمہاری بنائی ہوئی مسجد میں کھڑا بھی

نہیں ہوتا"

اس وقت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب مرحوم مغفور والے کمرہ کی دیوار کے ساتھ ٹیک لگائے کھڑے ہوئے تھے۔ آپ نے اس موقع پر جو تقریر فرمائی اس کو سن کر آخر یہ لوگ تائب ہوئے اور ان لوگوں نے اپنے خیالات سے توبہ کرتے ہوئے پھر سے بیعت کی۔

(الحکم جلد ۴۲۔ ۲۸ دسمبر ۱۹۳۹ء صفحہ ۲۹ کالم ۴)

اس دوبارہ بیعت کر لینے کے باوجود یہ لوگ اپنے عہد پر قائم نہ رہے بلکہ اندر اندر خلافت کی معزولی کی کوشش کرتے رہے اور جیسے جیسے خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کو ان کی شرارتوں کا علم ہوتا آپ سختی سے پیش آتے۔ آپ کے بیانات ہی ان کی شرارتوں کی عکاسی کرنے کیلئے کافی ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"خلافت کیسری کی دکان کا سوڈا واٹر نہیں۔ تم اس بکھیڑے میں کچھ فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ نہ تم کو کسی نے خلیفہ بنانا ہے اور نہ میری زندگی میں کوئی اور بن سکتا ہے۔ پس جب میں مر جاؤں گا تو پھر وہی کھڑا ہوگا جس کو خدا چاہے گا اور خدا اس کو آپ کھڑا کردے گا"۔

"تم نے میرے ہاتھ پر اقرار کئے ہیں۔ تم خلافت کا نام نہ لو' مجھے خدا نے خلیفہ بنایا ہے اور اب نہ تمہارے کہنے سے معزول ہو سکتا ہوں اور نہ کسی میں طاقت ہے کہ وہ معزول کرے۔ اگر تم زیادہ زور دوگے تو یاد رکھو میرے پاس ایسے خالد بن ولید ہیں جو تمہیں مرتدوں کی طرح سزا دیں گے"۔

(بدر ۱۲ر جولائی ۱۹۲۱ء تقریر احمدیہ بلڈنگ
۱۶۔ ۱۷ جون ۱۹۱۲ء)

اسی طرح فرمایا۔

"مجھے اگر خلیفہ بنایا ہے تو خدا نے بنایا ہے اور اپنے مصالح سے بنایا ہے۔ خدا کے بنائے ہوئے خلیفہ کو کوئی طاقت معزول نہیں کر سکتی۔۔۔ خدا تعالیٰ نے مجھے معزول کرنا ہوگا تو وہ مجھے موت دے دیگا۔ تم اس معاملہ کو خدا کے حوالہ کرو۔ تم معزولی کی طاقت نہیں رکھتے۔۔۔ جھوٹا ہے وہ شخص جو کہتا ہے کہ ہم نے خلیفہ بنایا"۔

(الحکم ۲۱ر جنوری ۱۹۱۴ء)

اسی طرح ایک اور مرتبہ آپ نے فرمایا۔

"اگر کوئی کہے کہ انجمن نے خلیفہ بنایا ہے تو وہ جھوٹا ہے۔ اس قسم کے خیالات ہلاکت کی حد تک پہنچاتے ہیں۔ تم ان سے بچو پھر سن لو کہ مجھے نہ کسی انسان نے نہ کسی انجمن نے خلیفہ بنایا ہے اور نہ میں کسی انجمن کو اس قابل سمجھتا ہوں کہ وہ خلیفہ بنائے۔ پس مجھ کو نہ کسی انجمن نے بنایا ہے اور نہ میں اس کے بنانے کی قدر کرتا ہوں اور اس چھوڑ دینے پر تھوکتا بھی نہیں۔ اور نہ اب کسی میں طاقت ہے کہ وہ اس خلافت کی ردا کو مجھ سے چھین لے"۔

(بدر ۴ر جولائی ۱۹۱۲ء)

قارئین غور کریں کہ آخر کیا وجوہات تھیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کو جنہیں ساری جماعت نے خلیفہ تسلیم کیا تھا ایسے سخت الفاظ استعمال کرنے پڑے اس کے پس پردہ صرف اور صرف یہی بات تھی کہ مولوی محمد علی صاحب خواجہ کمال الدین صاحب اور ان کے رفقاء اس بات کو اچھی طرح سمجھ چکے تھے کہ آئندہ ہم میں سے کوئی خلیفہ ہونے والا نہیں اور ایسے اشارے موجود تھے کہ آئندہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیوں کے مطابق حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحبؓ دوسرے خلیفہ ہوں۔ یہ علماء اپنے علم اور بزرگی پر نازاں تھے اور ان کا تکبر انہیں اس بات کیلئے آمادہ نہ کرتا تھا کہ یہ لوگ بڑے اور سرکردہ ہو کر ایک کم عمر شخص کو اپنا خلیفہ دیکھیں۔ اسی وجہ سے ان لوگوں نے آئندہ کیلئے راستہ ہموار کرنا شروع کر دیا تھا کہ یا تو خلیفہ کے اختیارات کو محدود کر دیں یا پھر انجمن کو خلیفہ پر حاکم بنا دیں اور انجمن اپنی مرضی کا خلیفہ بنائے اور ہٹائے جو کہ اسلامی روح کے بالکل خلاف تھا۔ ان کی انہیں ریشہ دوانیوں کو دیکھتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شدید رد عمل ظاہر فرمایا حتی کہ ایک مرتبہ ان لوگوں کی توبہ کو قبول کرتے ہوئے ان سے دوبارہ بیعت بھی لی۔

یہ کوئی ایسی بات نہ تھی کہ ان لوگوں کو اس بات کا علم خدا نے نہ دے دیا تھا بلکہ خدا تعالیٰ ان لوگوں کو اس بات سے پہلے ہی آگاہ کر چکا تھا بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات میں بھی ان کی بد دیانتیوں کی جھلک ظاہر ہوتی تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے رؤیا میں مولوی محمد علی صاحب سے کہا۔

"آپ بھی صالح تھے اور نیک ارادے رکھتے تھے۔ آؤ ہمارے پاس بیٹھ جاؤ"۔

(البدر جلد ۳ر نمبر ۲۹)

اسی طرح آپ نے فرمایا کہ "کئی چھوٹے ہیں جو بڑے کئے جائیں گے اور کئی بڑے ہیں جو چھوٹے کئے جائیں گے۔ پس مقام خوف ہے"۔

(براہین احمدیہ حصہ پنجم)

اسی طرح خواجہ کمال الدین کا ضعف ایمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں ہی ظاہر تھا جس وقت اسلامی اصول کی فلاسفی والا مضمون آپ کو پڑھنے کیلئے دیا گیا تو آپ نے اسے پسند نہ کیا پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس مضمون کیلئے لاہور میں خوب تشہیر کرنے کا ارشاد فرمایا تو آپ نے چند پوسٹر چھپوا کر اونچی جگہوں پر لگا دیئے۔ آپ کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک خواب درج کرتا ہوں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ "میں نے دیکھا ہے کہ خواجہ پاگل ہو گیا ہے۔ اور مجھ پر اور مولوی صاحب پر (جو کہ مسجد کی چھت پر ایک تخت پر بیٹھے ہوئے تھے) حملہ کرنا چاہتا ہے تو میں نے کسی کو کہا (فرمایا۔ یاد نہیں رہا۔ حامد علی یا مولوی یار محمد تھا) کہ اس کو مسجد سے باہر نکال دو تو وہ گیا۔ پر اس کے خط لینے سے پہلے خود سیڑھیوں سے نیچے اتر گیا"۔

(کشف الاختلاف صفحہ ۱۲)

قارئین مسجد کی تعبیر خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جماعت کی کی ہے اس لئے یہ باتیں تو پہلے سے ہی ظاہر ہوتی ہوئی نظر آرہی تھیں حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں ان لوگوں کا اندرونہ ظاہر ہونا شروع ہوا اور مختلف حیلوں اور بہانوں سے جماعت میں انتشار پیدا کرنے کی کوشش کرنے لگے اور اپنا رعب دکھانے لگے۔ آخر وہ وقت آپہنچا کہ یہ لوگ کھل کر خلافت کی مخالفت کریں حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وفات سے قبل وصیت میں لکھوایا۔

"میرا جانشین متقی ہو۔ ہر دل عزیز ہو۔ عالم باعمل ہو۔ حضرت صاحب کے پرانے اور نئے احباب سے سلوک چشم پوشی۔ درگزر کو کام میں لاوے۔ میں سب کا خیر خواہ رہا تھا۔ وہ بھی خیر خواہ رہے۔ قرآن و حدیث کا درس جاری رہے۔ والسلام۔

(نور الدین ۴ر مارچ ۱۹۱۴ء)

آپ کی وفات کے بعد ہی مولوی محمد علی صاحب اور خواجہ کمال الدین صاحب اور ان کے رفقاء نے پہلے سے تیار شدہ پروگرام کے مطابق کارروائی شروع کر دی اور یہ خیال پھیلانا شروع کر دیا کہ سیدنا حضر مسیح موعود علیہ السلام کی جانشین انجمن ہے اور خلیفہ اس کے حکم کے ماتحت ہے۔ اور وہ زیادہ سے زیادہ اس انجمن کا پریذیڈنٹ ہے جس کا کام امامت نماز و جنازہ اور نکاح پڑھنا اور بیعت لینا ہے بس۔ جبکہ یہ باتیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وصیت اور خلیفۃ المسیح کے اقوال اور وصیت اور پھر اسلامی روح کے بالکل خلاف تھی۔ بہر حال ان کی خواہش لاکھ درجہ کوششوں کے باوجود کامیاب نہ ہوئی پھر جب انہوں نے دیکھا کہ جماعت ایک ہاتھ پر جمع ہو گئی اور خلافت ثانیہ کا انتخاب ہو گیا تو ان کیلئے سوائے اس کے کوئی چارہ نہ رہا کہ یہ لوگ قادیان کو خیر باد کہتے ہوئے یہاں سے چلے جاتے اور ایسا ہی ہوا کہ یہ لوگ جماعت سے نکالے جانے سے پہلے ہی خود ہی نکل کر لاہور چلے گئے۔ ان کا لاہور چلا جانا اور خلافت کا انکار ہی نبوت کے انکار اور تکفیری اختلافات کا باعث بنا جس کو میں آگے بیان کروں گا۔ بہر حال ان لوگوں نے الگ ہو کر اور خود سے جاکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس خواب کو سچا ثابت کر دیا کہ مسجد کی سیڑھیوں سے خود ہی نیچے اتر گئے۔ ان کا الگ ہونا ان کیلئے پہلے سے ہی مقدر ہو چکا تھا اور خدا تعالیٰ ان کو پہلے سے ہی ان کا انجام بتا چکا تھا۔ (باقی)

داخلہ مدرسہ احمدیہ قادیان

مدرسہ احمدیہ کا تعلیمی سال یکم اگست ۱۹۹۸ء کو شروع ہو رہا ہے۔ خواہشمند امیدوار درج ذیل کوائف کے ہمراہ اپنی درخواستیں مطلوبہ فارم پر نظارت تعلیم کو ارسال کریں۔ داخلہ فارم نظارت تعلیم صدر انجمن احمدیہ قادیان سے حاصل کر سکتے ہیں۔

داخلے کی شرائط

۱۔ درخواست دہندہ وقفِ زندگی ہو یا اپنی زندگی وقف کرنے کا خواہشمند ہو۔
۲۔ جسمانی و ذہنی طور پر صحت مند ہو۔
۳۔ کم از کم میٹرک پاس یا اس کے برابر تعلیم حاصل کی ہو۔
۴۔ قرآن کریم ناظرہ جانتا ہو۔
۵۔ عمر ۱۷ سال سے زائد نہ ہو۔ گریجویٹ پاس ہونے کی صورت میں عمر ۲۲ سال سے زائد نہ ہو استثنائی صورت میں عمر میں چھوٹ دیئے جانے کے بارے میں غور ہو سکے گا۔
۶۔ حفظ کلاس کے لئے عمر ۱۰۔ ۱۲ سال سے زائد نہ ہو۔ قرآن کریم ناظرہ روانی کے ساتھ پڑھ سکتا ہو۔
۷۔ امیر جماعت / صدر جماعت مطمئن ہو کہ درخواست دہندہ وقف اور داخلہ کیلئے موزوں ہے۔
۸۔ درخواست دہندہ اپنی سندات کی مصدقہ نقول مع ہیلتھ سرٹیفکیٹ امیر جماعت / صدر جماعت کی رپورٹ کے ساتھ مع دو عدد فوٹوگراف پاسپورٹ سائز ۱۵۔ جولائی ۱۹۹۸ء تک ارسال کر دیں۔

☆ تحریری ٹیسٹ و انٹرویو میں معیار پر پورا اُترنے والے طلباء کو ہی مدرسہ احمدیہ میں داخل کیا جائے گا۔ انٹرویو کیلئے آنے کی اطلاع بعد جائزہ دی جائے گی۔

☆ قادیان آنے کے اخراجات امیدوار کو خود برداشت کرنے ہوں گے۔ ٹیسٹ و انٹرویو میں فیل ہونے کی صورت میں واپسی سفر کے اخراجات خود کرنے ہوں گے۔

☆ اُمیدوار قادیان آتے وقت موسم کے لحاظ سے گرم سرد کپڑے۔ رضائی بستر وغیرہ لے کر آئیں۔

نصاب تحریری ٹیسٹ میٹرک کے معیار کا

اردو: ایک مضمون اور درخواست۔ انگلش: مضمون درخواست۔ ترجمہ اردو سے انگریزی اور انگریزی سے اردو. گرامر۔ انٹرویو: اسلامیات۔ احمدیت۔ جنرل نالج۔ انگلش ریڈنگ۔ اردو ریڈنگ۔ تلاوت قرآن پاک۔

(ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ قادیان)

اعلان نکاح و تقریب شادی

میری بیٹی عزیزہ عائشہ پروین کا نکاح عزیزم منور احمد صاحب غوری ابن مکرم محمد محمود احمد صاحب غوری کے ساتھ مبلغ اکیس ہزار روپے حق مہر پر مکرم مولوی سلطان احمد صاحب ظفر مبلغ سلسلہ حیدر آباد نے سات بجے شام بمقام سادات پلازا (چار مینار) پڑھا۔ اسی روز رات ساڑھے ۹ بجے بچی کی تقریب رخصتی عمل میں آئی۔ جملہ احباب جماعت سے عاجزانہ درخواست ہے کہ دُعا کریں اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کیلئے ہر لحاظ سے خیر و برکت کا موجب اور باعث ثمراتِ حسنہ بنائے۔ آمین۔ اس خوشی میں مبلغ یکصد روپے اعانت بدر میں ادا کئے گئے۔

(محمد احمد غوری۔ کوہ نور پریس پتھر بازار حیدر آباد)

خلافت راشدہ کی عظیم برکات

(فضل حق خان متعلم مدرسہ احمدیہ قادیان)

نہ حسن مدعا پر ہے نہ شانِ ارتقا پر ہے
بقائے عزت انساں خلافت کی بقا پر ہے
خلافتِ کشتی ملت کی امیدوں کا یارا ہے
جو سچ پوچھو تو یہ اک واحد سہارا ہے

خلافت ایک عربی لفظ ہے جس کے لغوی معنی کسی کے پیچھے آنے یا کسی کا قائم مقام بننے یا کسی کا نائب ہو کر اُسکی نیابت کے فرائض سر انجام دینے کے ہیں۔ نظام خلافت کی ضرورت کس غرض سے پیش آتی ہے؟ سو اس کے متعلق جاننا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کا ہر کام حکمت و دانائی کے ماتحت ہوتا ہے۔ چونکہ اس کے قانون طبعی کے ماتحت انسان کی عمر محدود ہے لیکن اصلاح کا کام لمبے زمانہ کی نگرانی اور تربیت چاہتا ہے اسلئے خدا تعالیٰ نے نبوت کے بعد خلافت کا نظام مقرر فرمایا ہے۔

خلافت کا دور نبوت کا تتمہ ہوتا ہے اور اس کا قیام انہیں اغراض و مقاصد کیلئے ہوتا ہے جو نبوت کے اغراض و مقاصد ہوتے ہیں۔ گویا خلافت نبوت کے مقاصد کی تکمیل کا ذریعہ بنتی ہے اور نبی کی تخم ریزی کی حفاظت و آبیاری کیلئے اللہ تعالیٰ خلفاء کو مقرر فرماتا ہے۔ حضرت سید محمد اسماعیل صاحب شہیدؒ کی کتاب "منصب امامت" بزبان فارسی شائع ہوئی تھی جس کا اردو ترجمہ گیلانی پریس لاہور سے ۱۹۴۹ء میں شائع ہوا۔ حضرت شہید مرحوم نے اس کتاب میں خلافت راشدہ کے بارہ میں بہت مفید تصریحات فرمائی ہیں رسالہ الفرقان ربوہ مئی جون ۱۹۶۷ء میں مطبوعہ ایک مضمون سے چند اقتباسات پیش خدمت ہیں۔

خلافت راشدہ کے ظہور کیلئے دُعائیں کی جائیں

"نزول نعمت الٰہی یعنی ظہور خلافت راشدہ سے کسی زمانہ میں مایوس نہ ہونا چاہئے اور اسے مجیب الدعوات سے طلب کرتے رہنا چاہئے اور اپنی دعا کی قبولیت کی اُمید رکھنا اور خلیفہ راشد کی جستجو میں ہر وقت ہمت صرف کرنا چاہئے۔ شاید کہ یہ نعمت کاملہ سی زمانہ میں ظہور فرماوے اور خلافت راشدہ اسی قت ہی جلوہ گر ہو جائے۔"

(منصب امامت صفحہ ۸۶)

خلافت راشدہ کا دوبارہ قیام ضروری ہے

"جیسا کہ کبھی کبھی دریائے رحمت سے کوئی سوج سر بلند ہوتی ہے اور ائمہ ہدیٰ میں سے کسی امام و ظاہر کرتی ہے ایسا ہی اللہ کی نعمت کمال تک پہنچتی ہے تو کسی کو تختِ خلافت پر جلوہ افروز کر دیتی ہے اور وہی امام اس زمانہ کا خلیفہ راشد ہے اور وہ جو حدیث میں وارد ہے کہ خلافت راشدہ کا زمانہ رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد تیس سال تک ہے اس کے بعد سلطنت ہوگی اس سے مراد یہ ہے کہ خلافت راشدہ متصل اور تواتر طریق پر تیس سال تک رہے گی اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ قیام قیامت تک خلافت راشدہ کا زمانہ وہی تیس سال ہے اور بس بلکہ حدیث مذکورہ کا مفہوم یہی ہے کہ خلافت راشدہ تیس سال گزرنے کے بعد منقطع ہوگی نہ یہ کہ اس کے بعد پھر خلافت راشدہ کبھی عود ہی نہیں کر سکتی بلکہ ایک دوسری حدیث خلافت راشدہ کے انقطاع کے بعد پھر عود کرنے پر دلالت کرتی ہے۔"

(منصب امامت صفحہ ۸۳)

خلافت راشدہ نعمت ربانی ہے

"امامت تامہ کو خلافت راشدہ خلافت علی منہاج النبوۃ اور خلافت رحمت بھی کہتے ہیں۔ واضح ہو کہ جب امامت کا چراغ شیشۂ خلافت میں جلوہ گر ہوا تو نعمت ربانی بنی نوع انسان کی پرورش کیلئے کمال تک پہنچی اور کمال روحانی اسی رحمت ربانی کے کمال کے ساتھ نور علیٰ نور آفتاب کی مانند چمکا"۔

(منصب امامت صفحہ ۷۹)

خلیفۂ راشد سب کا مطاع ہے

"خلیفۂ راشد رسول کے فرزند ولیعہد کی بجائے اور دوسرے اَئمہ دین بمنزلہ دوسرے بیٹوں کے پس جیسا کہ تمام فرزندوں کی سعاد تمندی کا تقاضا یہی ہے کہ جسطرح وہ مراتب کلیداری و خدمت گذاری اپنے باپ کے حق میں ادا لاتے ہیں وہ بتمامہ اپنے باپ کے جانشین بھائی سے بجا لائیں اور اسے اپنے باپ کی جگہ شمار کریں اور اس کے ساتھ مشارکت کا دم نہ بھر دیں"۔ (منصب امامت صفحہ ۹۳)

خلیفہ راشد کی شان و عظمت کا بیان

خلیفہ راشد سایۂ رب العالمین ہمسایہ انبیاء مرسلین سرمایۂ ترقی دین اور ہم پایۂ ملائکہ مقربین ہے۔ دائرہ امکان کا مرکز' تمام وجوہ سے باعثِ فخر اور ارباب عرفان کا افسر ہے۔ دفتر افراد انسی کا سر ہے۔ اس کا دل تجلی رحمٰن کا عرش اور اس کا سینہ رحمت وافرہ اور اقبال جلالت یزداں کا پرتو ہے۔ اس کی مقبولیت جمال ربانی کا عکس ہے اس کا قہر تیغ قضا اور مہر عطیات کا منبع ہے۔ اس سے اعراض معارضۂ تقدیر اور اس سے مخالفت مخالفت رب قدیر ہے۔ جو کمال اس کی خدمت گذاری میں صرف نہ ہو خیال ہے پراز خلل۔ اور جو علم اس کی تعظیم و تکریم کے بیان میں نہ لایا گیا سراسر وہم باطل و محال ہے جو صاحب کمال اس کے ساتھ اپنے کمال کا موازنہ کرے وہ مشارکت حق تعالیٰ پر مبنی ہے۔ اہل کمال کی علامت یہی ہے کہ اس کی خدمت میں مشغول اور اسکی اطاعت میں مبذول رہیں' اس کی ہمسری کے دعویٰ سے دستبردار رہیں اور اسے رسول کی جگہ شمار کریں"۔ (منصب امامت صفحہ ۸۷-۸۶)

خلیفۂ وقت اور دیگر بزرگان ملت کی حیثیت کا ذکر

"امام رسول کے سعاد تمند فرزند کی مانند ہے اور تمام اکابر امت و بزرگان ملت ملازموں اور خدمت گاروں اور جان نثار غلاموں کی مانند ہیں۔ پس جسطرح تمام اکابر سلطنت و ارکانِ مملکت کیلئے شہزادۂ والا قدر کی تعظیم ضروری اور اس سے توسل واجب ہے اور اس سے مقابلہ کرنا نمک حرامی کی علامت اور اس پر مفاخرت کا اظہار بد انجامی پر دلالت کرتا ہے ایسا ہی ہر صاحب کمال کے حضور میں تواضع اور تذلل سعادت دارین کا باعث ہے اور اس کے حضور میں اپنے علم و کمال کو کچھ سمجھ بیٹھنا دونوں جہان کی شقاوت ہے۔ اس کے ساتھ یگانگت رکھنا رسول سے یگانگت ہے اور اس سے بیگانگی ہو تو خود رسول سے بیگانگی ہے"۔

(منصب امامت صفحہ ۷۸)

خلیفۂ راشد سے بحث وجدال جائز نہیں

"لازم ہے کہ احکام کے اجراء اور مہمات کا انجام امام کے سپرد کیا جائے اور اس سے قیل و قال اور بحث وجدال نہ کیا جائے اور کسی مہم میں خود بخود اقدام نہ کیا جائے۔ اس کے حضور میں زبان کو بند رکھیں اور اپنی رائے سے سرانجام مقدمات میں دخل نہ دیں اور کسی طرح بھی اس کے سامنے استقلال کا دم نہ ماریں" (منصب امامت صفحہ ۹۲)

خلیفۂ وقت کے فیصلہ کی قطعیت کا بیان

"جس وقت مواضع اختلاف اور مسائل اجتہاد میں امام کا حکم دو جانب میں سے ایک جانب متوجہ ہو تو ہر مجتہد مقلد عالم عامی' عارف اور غیر عارف پر واجب بالعمل ہوگا۔ کسی کو اس کے ساتھ اپنے اجتہاد یا مجتہدین سابقین کے اجتہاد یا اپنے الہام یا شیوخ متقدمین کے الہام سے تعرض نہیں ہو سکتا جو کوئی حکم امام کے مخالف کرے اور مذکورۃ الصدر امور کے خلاف تمسک کرے تو بے شک عند اللہ عاصی اور اس کا عذر رب العالمین' انبیاء مرسلین اور مجتہدین اور علماء کے حضور میں قابل قبول نہ ہوگا اور یہ مسئلہ اجماعی ہے کہ اہل اسلام سے کسی کو اس کے ساتھ اختلاف نہیں ہے"۔ (منصب امامت صفحہ ۸۹)

خلیفۂ وقت کا حکم واجب الاتباع اور اصول دین سے ہے

"شرع مجموعہ کتاب اللہ سنت رسول اور احکام خلیفۃ اللہ سے مستفاد شدہ امور سے مراد ہے۔ پس جیسا کہ کتاب و سنت اصول دین متین سے ہے ایسا ہی حکم امام بھی ادلہ شرع مبین سے ہے اور جس طرح سنت کو کتاب اللہ سے دوسرا درجہ حاصل ہے ایسا ہی حکم امام سنت رسول سے دوسرے درجہ پر ہے۔ پس اصل کتاب اللہ ہے اور اسے واضح کرنے والی سنت نبوی اور اس کا مبین امام ہے کتاب اللہ پر ایمان سب سے اول ہے اور ایمان بالرسول بعدہ اور خلیفۃ اللہ پر یقین تیسرے درجہ پر ہے۔۔۔ اسی بناء پر علماء امت نے اطاعت امام کو غیر مخصوص مقام میں صحت قیاس پر موقوف نہیں رکھا بلکہ اسکی اطاعت کو باوجود اس کے ضعیف قیاس کے بھی واجب جانا ہے اور اس کے مخالف کو اگرچہ اس سے اظہر اور قوی ہو جائز نہیں رکھا اور اس میں راز یہی ہے کہ اس کا حکم بذاتہ اصل دین سے ایک اصل ہے اور ادلۂ شرعیہ سے ایک دلیل ہے جو صحیح قیاس سے قوی ہے۔ (منصب امامت صفحہ ۹۱)

قرب خداوندی کیلئے خلیفۂ وقت کی اطاعت ضروری ہے

"امام وقت سے سرکشی اور روگردانی اس کے ساتھ گستاخی ہے اور اس کے ساتھ بلکہ خود رسول کے ساتھ ہمسری ہے اور خفیہ طور پر خود رب العزت پر اعتراض ہے کہ ایسے ناقص شخص کو کامل شخص کی نیابت کا منصب عطا ہوا۔ الغرض اس کے توسل کے بغیر تقرب الٰہی محض خلل اور وہم ہے اور ایک خیال ہے جو سراسر باطل اور محال ہے۔

(منصب امامت صفحہ ۷۸)

خلیفۂ وقت کا مقصد محض حصول رضائے حق ہے

"بناء علیہ جس وقت ایسا شخص منصب خلافت کو پہنچتا ہے تو ابواب سیاست میں محض خدا کے بندوں کی اصلاح اور نیابت رسول اللہ کے حقوق کی ادائیگی میں مشغول رہتا ہے اپنے نفع کے حصول کی آرزو اس کے دل میں نہیں گزرتی اور نہ کسی کے ضرر کا غبار اس کے دامن تک پہنچتا ہے اور اطاعت ربانی میں ہوائے نفس کی مشارکت کو شرک جانتا ہے اور کسی مقصد کا حصول سوائے رضائے حق کے اپنے دل کی خالص منزل کیلئے جن سے کثافت خیال کرتا ہے اسے بندگانِ خدا کی تربیت کے سوا نہ کچھ ظاہر میں مطلوب ہے اور نہ باطن میں مرغوب ہے"۔ (منصب امامت ۹۷)

لامت کے ظلی رسالت ہونے کا مفہوم

"امامت ظلی رسالت ہے۔ بنا اس کی اظہار پر ہے نہ کہ اخفاء پر برخلاف ولایت کے پس جیسا کہ منازل و وجاہت اور مقامات کا دعویٰ اور معاملات ربانی و کشف و اسرارِ روحانی کا بیان ارباب ولایت کے حق میں مظنہ سلب و زوال ہے اسی طرح ان کے حق میں ترقی و کمال کا باعث ہے۔

(منصب امامت صفحہ ۷۴)

پس یہ ہیں وہ عظیم ہستیاں جن کے ساتھ عظیم برکات وابستہ ہیں اسی وجہ سے خدائے واحد و یگانہ نے ان کے کارہائے نمایاں پر خوش ہو کر رضی اللہ عنهم ورضوا عنه کی سند خوشنودی عطا کی۔ اللهم صل على محمد وبارك وسلم انك حميد مجيد

معاندین احمدیت شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں۔

اَللّٰهُمَّ مَزِّقْهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ وَسَحِّقْهُمْ تَسْحِيْقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے

خلافتِ رابعہ کی برکات - مختصر جھلکیاں

از فخر احمد چیمہ مدرس مدرسۃ المعلمین قادیان

۱۰ر جون ۱۹۸۲ء کا دن تھا۔ گرمی اپنے عروج پر تھی۔ یہ ایک تاریخ ساز لمحہ تھا اس روز حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کا انتخاب عمل میں آیا اور طالمود کی وہ پیشگوئی کہ مسیح موعود کی روحانی بادشاہت کے وارث اُس کا بیٹا اور پوتا ہونگے۔ ایک مرتبہ پھر بڑی شان کے ساتھ پوری ہوئی۔

۱۹۸۲ء کا سال جماعت احمدیہ کی تاریخ یوں بھی اہم تھا کہ سو سال قبل حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کو اللہ تعالیٰ نے ماموریت کا الہام فرمایا اور اب جماعت احمدیہ عالمگیر اسی سال اپنے نئے امام سے تجدید بیعت کا عہد باندھ رہی تھی۔ مستقبل قریب میں تاریخ اگرچہ اس جماعت کیلئے بعض مصائب و مشکلات لئے ہوئے تھی لیکن یہ دور اپنے اندر بہت ہی عظیم برکات کا حامل تھا۔ جو رفتہ رفتہ گزشتہ سولہ سالوں میں جماعت پر نازل ہو چکی ہیں اور بہت سی ابھی پردۂ غیب میں ہیں۔

۱۹۸۴ء کے سال میں جماعت احمدیہ کے خلاف پاکستان میں ملک گیر مخالفت کا آغاز کر دیا گیا۔ اور معصوم احمدیوں پر طرح طرح کے مظالم ڈھائے جانے لگے۔ اور اس طرح سے مخالفین نے خود ہی جماعت احمدیہ سے انبیاء اور ان کی جماعتوں کی سنت پوری کروادی۔

ہزاروں لوگوں نے کلمہ طیبہ کی خاطر مظالم کو بلالی روح کے ساتھ برداشت کیا اور ثابت کر دیا کہ اگر آج دنیا کے پردہ پر کوئی کلمہ طیبہ کی حفاظت کر سکتا ہے تو وہ صرف اور صرف جماعت احمدیہ ہی ہے۔

بعض احمدیوں کو اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ شہادت کا درجہ حاصل کرنے کی توفیق عطا ہوئی۔ اور یوں احمدیت کے پروانوں نے اپنے خون سے یہ ثابت کر دیا کہ وہ ایک ربانی جماعت کی اتباع کر رہے ہیں۔

اس پر آشوب دور میں اللہ تعالیٰ نے احمدیت کے نفوس و اموال میں جو برکت دی اس کا خاکہ حسب ذیل ہے۔ خلافت رابعہ کے دور کی ایک یہ عظیم خصوصیت ہے کہ حضور ہر ملک اور جماعت کو مخصوص ٹارگٹ دیتے ہیں۔ اور احمدیت کے پروانے اس پر والہانہ لبیک کہتے ہوئے اُسے پورا کر دیتے ہیں۔ چنانچہ تبلیغ کے اعداد و شمار اس طرح سے ہیں۔ ۱۹۸۴ء سے لیکر ۱۹۹۳ء تک کل چار لاکھ افراد حلقہ بگوش احمدیت ہوئے۔ چنانچہ صرف ۱۹۹۳ء اگست تا ۱۹۹۴ء جولائی کے درمیان احمدیت قبول کرنے والوں کی تعداد چار لاکھ سے زائد تھی۔ اسی طرح ۱۹۹۵ء اگست سے لیکر ۱۹۹۶ء جولائی تک آٹھ لاکھ سے زائد افراد نے بیعت کی اور ۱۹۹۶ء اگست تا ۱۹۹۷ء جولائی کے درمیان احمدیت میں تیس لاکھ لوگ شامل ہوئے گویا خلافت رابعہ کے صرف سولہ سالوں میں ۶۴ لاکھ لوگ احمدیت میں داخل ہوئے ہیں اور امسال کیلئے بھی حضور انور نے کل ساٹھ لاکھ بیعتوں کا ٹارگٹ دیا ہے۔

خلافت رابعہ سے قبل احمدیت صرف ۸۷ ممالک تک پھیلی ہوئی تھی جبکہ ان گذشتہ سولہ سالوں میں ۶۸ ممالک کا اضافہ ہوا اور اس طرح آج احمدیت کل ۱۵۵ ممالک میں پھیل چکی ہے اسی طرح ان گذشتہ سولہ سالوں میں کل آٹھ ہزار نئی جماعتوں کا قیام ہو چکا ہے۔ اور اس تعداد میں وہ جماعتیں شامل نہیں ہیں جو پاکستان میں قائم ہوئی ہیں۔

ایک طرف جہاں پاکستان میں احمدیت کی مخالفت میں مساجد پر تالے لگائے جا رہے ہیں انہیں منہدم کیا جا رہا ہے خدا تعالیٰ کی تقدیر احمدیت کو بنی بنائی مساجد بھی عطا کر رہی ہے اور اس کے اموال میں برکت ڈال رہی ہے تا وہ نئی مساجد تعمیر کرے اب تک سولہ سالوں میں ڈھائی ہزار مساجد بنی بنائی مل چکی ہیں اور ۱۰۰۰ مساجد بنانے کی توفیق عطا ہوئی ہے۔

بجٹ :- جماعت کے اموال میں خلافت رابعہ کے دور میں عظیم برکت پڑی ہے یعنی ایک طرف جماعت کے اموال اور خلوص میں اضافہ ہوا ہے تو دوسری طرف اُسے ایسے صاحب حیثیت مخلص عطا ہوئے ہیں جو ہر تحریک پر لبیک کہنے کو تیار بیٹھے ہیں چنانچہ اس بات کا اندازہ درج ذیل اعداد و شمار سے لگایا جا سکتا ہے ۱۹۸۲ء میں جماعت کا کل بجٹ پانچ کروڑ پندرہ لاکھ ستانوے ہزار تھا ۱۹۸۴ء میں جو کہ ابتلا اور آزمائش کا سال تھا جبکہ مخالفین احمدیت ہر رنگ میں جماعت کے اموال اور نفوس کو پاکستان میں تباہ و برباد کرنے پر تلے ہوئے تھے۔ جماعت کا کل بجٹ بارہ کروڑ ترتالیس لاکھ باون ہزار ہو گیا۔ اور اب مجموعی طور پر دیکھا جائے تو سولہ سال کے قلیل عرصہ میں جماعت کا کل بجٹ پانچ کروڑ سے ترقی کر کے ارب سے زائد ہو چکا ہے۔

خلافت رابعہ کے دور کی ایک عظیم برکت تراجم قرآن مجید ہیں۔ اب تک کل ۵۱ زبانوں میں تراجم طبع ہو چکے ہیں اور بقیہ پچاس زبانوں میں تراجم کی تیاری کی جا رہی ہے۔ تاکہ اکیسویں صدی میں کل سو زبانوں میں تراجم پیش کئے جا سکیں۔

حضور انور کے دور کو ایک عظیم خصوصیت یہ حاصل ہے کہ حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلعم کے ظل کامل حضرت مسیح موعودؑ کی نیابت میں دنیا بھر کے منکرین اور مکذبین کو آپ نے مباہلہ کا چیلنج دیا اور اللہ تعالیٰ نے صرف دو ماہ کے عرصہ میں "انی مہین من اراد اهانتک" کے مطابق دو عظیم نشانات جماعت ہائے احمدیہ عالمگیر کو دکھائے اور ایمان کو ایک نئی تازگی بخشی۔

ایک ہی ماہ کے بعد اسلم قریشی کو خدائی تقدیر پردہ غیب سے پردہ اظہار میں لے آئی۔ جس کے قتل کا الزام بارہا مخالف علماء حضور انور اور جماعت کے دیگر افراد پر لگاتے تھے۔

اور دو ماہ کے بعد پاکستان کے صدر جنرل ضیاء الحق کا ہوائی حادثہ میں ہلاک ہو جانا جن کی سرپرستی میں مخالف علماء بے قصور احمدیوں پر بے پناہ مظالم ڈھا رہے تھے۔

خلافت رابعہ کے دور میں جماعت کیلئے ان دو قوموں میں تبلیغ کا رستہ کھل گیا جن میں اس سے قبل تبلیغ ممکن نہ تھی۔

ایک واقعہ دیوار برلن کا گرایا جانا تھا۔

اور دوسرا روس کے کمیونزم نظام حکومت کا ٹوٹ جانا۔ ان دو واقعات نے ان قوموں میں تبلیغ اسلام کے دروازے کھول دیئے۔

ایم۔ ٹی۔ اے :- خلافت رابعہ کے دور کا ایک عظیم نشان ہے جس کی پیشگوئی سینکڑوں سال قبل صلحاء امت اور بزرگان ملت کر چکے تھے۔ بلکہ اس سے بھی قبل متی کی انجیل میں یہ لکھا جا چکا تھا کہ مسیح کی آمد ثانی کے وقت ایک ایسا واقعہ رونما ہوگا کہ اُس کے زمانہ میں تبلیغ ایک ایسی روشنی کے ذریعہ ہو گی جو ایک دم میں مغرب سے کوند کر مشرق تک چلی جاتی ہے۔

بہر حال آج ایم۔ٹی۔اے جماعت احمدیہ کی بنیادی ضرورت کے طور پر سامنے آیا ہے اور اس سے تبلیغ و تربیت دونوں فوائد حاصل ہو رہے ہیں۔ اس ذریعہ سے ملنے والی چند برکات کا ذکر یہاں مفید ہوگا۔

ترجمۃ القرآن کلاس :- ایم۔ٹی۔اے پر حضور انور ہفتہ میں دو دن ترجمۃ القرآن کلاس لیتے ہیں جو کبھی براہ راست دکھائی جاتی ہے اور کبھی ریکارڈنگ۔ اس کلاس میں حضور انور ترجمہ کے علاوہ تفسیری نکات بھی بیان فرماتے ہیں جو احباب جماعت کے ازدیاد ایمان کا موجب ہوتے ہیں۔ نیز ماہ رمضان میں براہ راست درس القرآن بھی دیا جاتا ہے۔

مجلس عرفان :- حضور انور ہفتہ میں دو دن ایم۔ٹی۔اے پر احباب جماعت کے سوالات کے جوابات دیتے ہیں جمعہ کا دن اردو دان طبقہ کیلئے خاص ہے جبکہ اتوار کے دن انگریزی دان طبقہ اس مجلس سے مستفید ہوتا ہے۔

خطبات جمعہ :- ایم۔ ٹی۔اے کا ایک سب سے بڑا فائدہ یہ ہوا ہے کہ حضور انور کے خطبات براہ راست سنے جا سکتے ہیں۔ اس سے قبل احباب جماعت تک خطبات پہنچتے ہوئے بعض دفعہ ایک ماہ دو ماہ کا عرصہ لگ جاتا تھا۔ اب ہمارے لئے خدا تعالیٰ نے یہ موقعہ پیدا کیا ہے کہ ہم خلیفہ وقت کی ہر تحریک کو سن کر اُسی وقت لبیک کہہ سکتے ہیں۔

جلسہ سالانہ و اجتماعات :- خلافت رابعہ کے دور میں اب خواہ کسی بھی ملک کا جلسہ سالانہ یا اجتماع ہو ہر ملک کے احمدی ایم۔ٹی۔اے کے ذریعہ اُس میں شرکت کرتے ہیں۔

اُردو کلاس :- حضور انور نے اردو زبان سے غیر واقف لوگوں کو اردو سکھانے کیلئے ایم۔ ٹی۔اے پر اردو کلاس کا اجراء فرمایا ہے۔ حضور انور بنفس نفیس اس کلاس میں شمولیت فرما کر اپنے کلمات طیبات سے ناظرین کو نوازتے ہیں۔ حضور انور کے اردو سکھانے کا انداز اتنا دلچسپ و دلفریب ہے کہ آج یہ کلاس دنیا بھر میں مشہور ہو چکی ہے۔ اس کلاس کی برکت سے اردو سے غیر واقف لوگوں میں اردو سیکھنے کا رجحان ترقی کر رہا ہے۔ جو اُن کو اُمت واحدہ بنانے کی طرف ایک قدم ہے۔

ہومیوپیتھی کلاس :- چونکہ حضور روحانی معالج ہونے کے ساتھ ساتھ ہومیوپیتھی کے ایک ماہر ڈاکٹر بھی ہیں اس لئے آپ دو دن M.T.A. پر ہومیوپیتھی کلاس لیتے ہیں۔ جس سے دنیا کو روحانی اور طبّی فوائد دونوں حاصل ہو رہے ہیں۔ اس کلاس کے پیچھے حضور کا یہ جذبہ بھی کام کر رہا ہے کہ کسی طرح دُکھی اور مظلوم انسانیت کو مزید غربت میں گرنے سے بچایا جائے۔ پس یہ بھی ایک عظیم برکت ہے کہ لاکھوں احمدی اب مہنگے علاج کی نسبت ہومیوپیتھی کے علاج کو ترجیح دینے لگے ہیں۔

خلافت رابعہ بہت ہی عظیم تحریکات کا دور ہے لیکن ان میں سے یہاں صرف ایک تحریک "وقف نو" کا ہی ذکر کیا جاتا ہے۔

(باقی صفحہ ۲۰ پر ملاحظہ فرمائیں)

ESTD:1898
MFRS OF ARMY INDUSTRIAL AND CIVILIAN FANCY SHOES
M. MOOSA RAZA SAHIB & SONS
NO 6 ALBERT VICTOR ROAD FORT
BANGALORE - 560002 INDIA
☎: 6700558 FAX: 6705494

(۱)

”خلافت کے بغیر اسلام ادھورا رہ جاتا ہے“

ذیل میں ہم ہفت روزہ نئی دنیا دہلی کے دو مضامین نقل کر رہے ہیں جن سے نہ صرف خلافت کی اہمیت ثابت ہوتی ہے بلکہ خلافت کیلئے مسلمانوں کی شدید بے چینی کا بھی اظہار ہوتا ہے۔

خدا کرے کہ سعید فطرت لوگوں کو آنکھیں کھولنے اور خلافت حقہ کو پہچاننے کی توفیق نصیب ہو جائے۔

ہر دو مضامین مکرم سید قیام الدین برق مبلغ سلسلہ نے ارسال فرمائے ہیں جو ان کے شکریہ کے ساتھ شامل اشاعت ہیں۔ (ادارہ)

مولانا ظریف شہباز ندوی تحریر فرماتے ہیں۔

”خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کا قیام ضروری ہے یا نہیں؟ مسلمانوں کو سوچنا اور کوشش کرنا چاہئے یا نہیں؟ جو لوگ آج کل اس کے قیام کی باتیں کر رہے ہیں وہ پاگل اور دیوانے ہیں خلافت تو بہت پہلے ختم ہو چکی ہے اب دوبارہ اس کی بات نہیں کرنی چاہئے کیونکہ یہ پرانے زمانے کیلئے تھا اس زمانہ میں نہیں چل سکتا۔ اس طرح کے اور بہت سے سوالات آجکل بہت زیادہ اٹھائے جا رہے ہیں ضروری ہے کہ ان سوالات پر غور کیا جائے اور حقائق کو سمجھنے کی کوشش کی جائے۔ خلافت اس نظام کا نام ہے جسے خالق کائنات کے احکامات کے مطابق اس کے فرماں بردار بندے چلائیں گے۔ گویا اصل حکمران خالق کائنات ہی ہے قانون اور حکم بھی اس کا چلے گا اور فرماں بردار بندہ اس کی نیابت اور قائم مقامی کرتے ہوئے اس نظام کو چلائے گا۔ اسی لئے وہ خلیفہ کہلاتا ہے۔

اب یہ سوال کہ اس کا قیام ضروری ہے یا نہیں سب سے پہلے خود اس سوال کو جنم دیتا ہے کہ جس نے یہ کائنات بنائی اس پر اس کا حکم اور اس کا قانون چلنا ضروری ہے یا نہیں؟ اب اگر کوئی شخص یہ تسلیم کرتا ہو کہ جس نے کائنات بنائی اس پر اس کا حکم چلنا چاہئے۔ اس کیلئے پھر اس کے علاوہ اور کوئی چارہ کار نہیں رہ جاتا کہ وہ پہلے خود اس حقیقت کو تسلیم کرے اور پھر اس کا حکم اپنانے اور نافذ کرنے کی کوشش کرے اور ہر مسلمان چونکہ اس حقیقت کو تسلیم کرتا ہے اس لئے اس کا فرض ہے کہ وہ اس کے حکم کے نفاذ کی کوشش کرے چونکہ جہاں تک اس کو خالق کائنات ماننے کا سوال ہے یہ تو مشرکین بھی مانتے تھے اور آج بھی مانتے ہیں۔ اصل مسئلہ اس کے احکامات اور قوانین کو اختیار کرنا اور پوری دُنیا کا انتظام اس کے مطابق چلانا ہے۔ جو اسے اختیار کرے اور پھر اسے نافذ کرنا اور اس کے مطابق چلائے یا چلانے کی کوشش کرے۔ حقیقتاً مسلمان وہی ہے اس تناظر میں جب آپ غور کریں گے تو خلافت کا قیام ہر مسلمان کی ذمہ داری قرار پائے گی۔ خواہ وہ دُنیا کے کسی گوشے میں رہتا ہو اور اس لئے یہ اُمت مسلمہ کا بحیثیت اُمت بھی دائرہ ہے کیونکہ آفاقی و نظریاتی اُمت ہے اور اس کے ماننے والوں کا ایک ہی دائرہ ہو سکتا ہے اس میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ۔ کیا کبھی آپ نے غور کیا کہ بغیر خلافت کے کیا حدود اللہ کا نفاذ ممکن ہے؟ چور کا ہاتھ کاٹا جا سکتا ہے؟ زانی کو سنگسار کیا جا سکتا ہے؟ شرابی کو درے لگائے جا سکتے ہیں؟ ناپ تول میں کمی کرنے والوں کا احتساب ممکن ہے؟ اور میں اس سے آگے بڑھ کر پوچھتا ہوں کہ کیا ارکان اسلام خواہ نماز ہو' زکوٰۃ ہو یا کچھ ہو معیاری شکل میں انجام پا سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں خلافت ختم ہوئی تو کیا زکوٰۃ کا اجتماعی نظم اور اس کے مطلوبہ فوائد ختم نہیں ہو گئے۔ اسی طرح دشمنانِ اسلام کو نیست و نابود کرنے کیلئے اُمت کو جس مرکزیت کی ضرورت ہے کیا وہ خلافت کے علاوہ کسی اور شکل میں حاصل ہو سکتا ہے؟ شعائر اللہ کی حفاظت کا فریضہ کیا خلافت کے ادارے کے علاوہ کوئی اور باحسن طریق ادا کر سکتا ہے؟ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ فساد فی الارض کا خاتمہ اور عدل و انصاف کا قیام کیا کسی اجتماعی قوت کے بغیر ممکن ہے؟ جب ان پہلوؤں پر آپ غور کریں گے تو لامحالہ اس نتیجے پر پہنچیں گے کہ خلافت کے بغیر اسلام ادھورا رہ جاتا ہے بلکہ نعوذ باللہ لنگڑا لولا بن جاتا ہے اور اس کے اپنی مکمل شکل میں جلوہ گر ہونے کیلئے خلافت علی منہاج نبوت کا قیام انتہائی ضروری ہے اس لئے نبی کریم ﷺ نے ہجرت کے وقت ایسے اقتدار کی دُعا فرمائی تھی جو احکامات الٰہی کی بجا آوری میں اور دشمنانِ اسلام کا زور توڑنے میں مددگار ثابت ہو۔ چنانچہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے ”السیاسۃ الشرعیہ میں لکھا ہے۔

”حکومت اسلامیہ کا قیام دین کا بلند ترین فرض ہے بلکہ اس کے بغیر دین قائم ہی نہیں ہو سکتا“۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید کے اندر جہاں اللہ اور رسول کی اطاعت کا حکم دیا گیا ہے۔ وہیں ”اولی الامر“ کی اطاعت کا بھی حکم دیا گیا ہے یعنی تم میں ایک ذمہ دار ہونا چاہئے اور تم سب کو اس کی اطاعت کرنی چاہئے چنانچہ فرمایا۔ ”یا ایها الذین امنوا اطیعوا الله و اطیعوالرسول وَ اولی الامر منکم“ مفسرین نے تو صراحتاً ”اولی الامر“ سے مراد خلفاء لئے ہیں اور حدیث کے اندر تو اس کی موت کو جاہلیت کی موت قرار دیا گیا ہے جو اس حال میں مرے کہ اس کی گردن میں بیعت کا قلادہ نہ ہو۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

من مات ولیس فی عنقه بیعة مات میتة جاهلية (مسلم)

مندرجہ بالا آیات و حدیث کی روشنی میں ہم ذرا اپنی پوزیشن کا جائزہ لے کر دیکھیں کہ ہم کہاں ہیں اور کس حال میں ہیں؟ ہمارا ”اولی الامر“ رہ گیا ہے اور نہ ہی ہماری گردنوں میں کسی بیعت کا قلادہ ہے۔ خدانخواستہ اگر ہماری اسی حالت میں موت واقع ہو گئی تو کیا ہم جاہلیت کی موت مرنے والوں میں سے نہیں ہوں گے؟ اور ”اولی الامر“ کی اطاعت کے حکم سے روگردانی کرنے والے قرار نہ پائیں گے؟۔۔۔ بہرحال یہ حقائق اگر سامنے ہوں تو صاف محسوس ہوتا ہے کہ قیام خلافت نہ صرف یہ کہ ضروری ہے بلکہ واجب ہے اور مسلمانوں کا اس کے قیام کے بارہ میں سوچنا اور کوشش کرنا نہ صرف یہ کہ عقلی اعتبار سے لازمی ہے بلکہ شرعی طور پر بھی فرض ہے اور جو لوگ اس کے قیام کی باتیں کر رہے ہیں وہ پاگل اور دیوانے نہیں بلکہ جو اس کی مخالفت کر رہے ہیں اصلاً وہ پاگل اور صحیح اسلامی اسپرٹ سے دور ہیں۔۔۔ ہمارا عقیدہ تو یہ ہے کہ اسلام انسانی فطرت کے مطابق ہے اور خالق کائنات کا پسندیدہ دین ہے اس لئے ہر زمانہ میں چل سکتا ہے تاریخ میں تو بارہا چلا ہے حضرت آدم علیہ السلام نے خلافت قائم کی۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے خلافت قائم کی حضرت داؤد و سلیمان علیہ السلام نے خلافت قائم کی اور خود نبی کریم ﷺ نے اس کا اعلیٰ نمونہ پیش کیا۔ پھر آخر آج کیوں ممکن نہیں جب کہ نبی کریم ﷺ نے آخری دور میں دوبارہ خلافت علی منہاج النبوۃ کی پیشگوئی فرمائی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ۔ تمہارے درمیان نبوت رہے گی جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا پھر جب چاہے گا اس کو اٹھائے گا اس کے بعد نبوت کے طریقے پر کام کرنے والی خلافت آئے گی جو رہے گی جب تک اللہ چاہے گا پھر وہ جب چاہے گا اس کو اُٹھائے گا اس کے بعد جبر و تشدد کرنے والی خلافت آجائے گی جو رہے گی جب تک اللہ چاہے گا پھر اس کو اٹھائے گا اس کے بعد نبوت کے طریقے پر کام کرنے والی خلافت آجائے گی پھر رسول اللہؐ خاموش ہو گئے“۔ (مسند احمد نعمان بن بشیر) اور اس وقت جب کہ سارے نظریات ناکام ہو گئے ہیں خلافت کے احیاء اور قیام کے امکانات کچھ زیادہ ہی پیدا ہو گئے ہیں بس ضرورت ہمت اور حوصلے کے ساتھ صحیح سمت میں کوشش کرنے کی ہے“۔ (ہفت روزہ نئی دنیا ۴/ تا ۱۰/مارچ ۱۹۹۷ء)

(۲)

خلافت کے بغیر نہ تو دین غالب ہو سکتا ہے نہ عدل و انصاف کا قیام

ایک اور قلمکار جناب شاہد بدر فلاحی تحریر فرماتے ہیں۔

”خلافت ناگزیر ہے خلافت کے بغیر نہ تو دین غالب ہو سکتا ہے نہ عدل و انصاف کا قیام عمل میں آ سکتا ہے نہ مشرکانہ نظام کا خاتمہ ہو سکتا ہے' نہ نماز کا مکمل قیام ہو سکتا ہے نہ زکوٰۃ کا پورا نظام نافذ ہو سکتا ہے نہ نیکی فروغ پا سکتی ہے نہ برائی ختم ہو سکتی ہے' نہ نماز جمعہ و عیدین کا انتظام ہو سکتا ہے اور نہ اللہ رسول کی پوری اطاعت ہو سکتی ہے' نہ مسلمانوں کی حالت درست ہو سکتی ہے۔

خلافت کے بغیر زندگی گزارنا جاہلیت ہے بلکہ جینا درست نہیں ہے۔ خلافت کے بغیر دین اسلام اپاہج لولا اور لنگڑا ہے۔

خلافت کی اہمیت کا اندازہ اس واقعہ سے لگایا جا سکتا ہے کہ نبی کی وفات کے بعد جب کہ صحابہ فرط غم میں پاگل ہوئے جا رہے تھے تدفین سے قبل خلافت قائم کی گئی۔ خلافت کی اہمیت کے ثبوت میں قرآن کہتا ہے۔ ترجمہ:۔ وعدہ کر لیا ہے اللہ نے ان لوگوں سے جو تم میں سے ایمان لائے اور نیک اعمال کئے ہیں اللہ اُنہیں خلافت دے گا زمین میں جیسا کہ خلافت دی تھی لوگوں کو جو پہلے گزر چکے ہیں اور مضبوط کر دے گا ان کیلئے دین کو جسے اس نے ان کیلئے پسند کیا ہے اور انہیں دے دے گا خوف کے بدلے امن۔ میری بندگی کریں گے' شریک نہ کریں گے میرے ساتھ کسی کو اور جو کوئی اس کے بعد ناشکری کرے گا تو ایسے لوگ ہی نافرمان ہیں (سورہ نور)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حسب ذیل چیزوں کا وعدہ کیا ہے۔ ۱۔ مومنین صالحین کو زمین کی خلافت و سیادت دی جائے گی۔ ۲۔ دین اسلام کو مضبوط بنیادوں پر کھڑا کیا جائے گا۔ ۳۔ مسلمانوں کو اتنی قوت و شوکت دے گا کہ دشمن کا خوف نہ رہے گا۔ ۴۔ اس خلافت و حکومت میں لوگ خدا کی بندگی کریں گے۔ ۵۔ جو لوگ اس خلافت کی ناشکری کریں گے وہ فاسق سمجھے جائیں گے“۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ اسلامی ریاست خدا کی نعمت ہے۔ اس کے بغیر صرف تبلیغ و تعلیم سے نہ دین غالب رہ سکتا ہے نہ امن و امان قائم ہو سکتا ہے اور نہ مشرکانہ نظام کا خاتمہ ہو سکتا ہے“۔ وہ لوگ اگر ہم خلافت دیں ملک میں تو وہ قائم کریں نماز اور دیں زکوٰۃ اور حکم کریں بھلے کام کا اور منع کریں برائی سے اور اللہ کے اختیار میں ہے آخر ہر کام کا“۔ اس آیت کا مطلب یہ ہوا کہ اگر ہم اصحاب رسول (مہاجرین و انصار) کو زمین میں اقتدار و قوت عطا کریں تو ان کی حکومت کا دستور العمل یہ ہوگا کہ وہ نماز قائم کریں گے اور دیگر عبادات کا اہتمام کریں گے زکوٰۃ کا نظام قائم کریں گے ان کی حکومت کے تمام اقدامات نیکیوں کو فروغ دینے اور برائیوں کے استیصال کیلئے ہوں گے اور اگر انہوں نے ان امور کی جگہ ذاتی اغراض کو شامل کر لیا تو اس کے برے نتائج ان کو خود بھگتنے پڑیں گے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ ”اسلامی ریاست (خلافت) کے بغیر نہ نماز کا قیام مکمل ہو سکتا ہے نہ زکوٰۃ کا پورا نظام نافذ ہو سکتا ہے۔ نہ نیکی فروغ پا سکتی ہے نہ برائی ختم ہو سکتی ہے“۔ (ہفت روزہ نئی دنیا ۱۱/مارچ تا ۱۷/مارچ ۱۹۹۷ء)

پاکستان میں عیسائیوں پر قہر

پاکستان کے ایوب مسیح کو توہین رسالت قانون کے تحت موت کی سزا سنائی گئی ہے اس کے ردّ عمل کے طور پر فیصل آباد کے گرجا گھر کے پادری جان جوزف ساہی وال عدالت کے سامنے خودکشی کر لی۔ یاد رہے کہ اس سے قبل ۱۹۹۲ء میں بھی دو عیسائیوں سلامت مسیح اور رحمت مسیح کو بھی توہین رسالت قانون کے تحت موت کی سزا سنائی گئی تھی لیکن وہ بیرون ملک پناہ لینے میں کامیاب ہو گئے تھے۔ حالیہ واقعہ میں جب عیسائی پادری جان جوزف کے جنازہ اور تدفین میں جا رہے تھے تو انتہا پسند سنّی مسلمانوں نے جن کا تعلق سپاہ صحابہ پاکستان سے ہے ان سوگوار عیسائیوں پر حملہ کر دیا عیسائیوں کے درجنوں مکان اور دکان جلا ڈالیں دوسری طرف پاکستان کی عیسائی برادری نے یہ عہد کیا ہے کہ وہ توہین رسالت قانون کو منسوخ کرا کر ہی دم لیں گے اس بناء پر ۲۰۰۰۰ سے زائد آدمیوں نے مظاہرے میں حصہ لیا جن پر پولیس نے فائرنگ اور لاٹھی چارج کی دوسری طرف پاکستان سرکار نے توہین رسالت قانون منسوخ کرنے کی مانگ رد کر دی ہے اس واقعہ کے خلاف سرحدی شہر امرتسر میں بھی عیسائیوں نے جلوس نکالا۔ حیرت کی بات ہے کہ پاکستان میں سُنّی انتہا پسند گروپ سوگواروں کو بھی برداشت نہیں کر رہا اس سے پہلے بھی ملتان میں شیعہ لیڈر کی برسی میں شامل سوگوار شیعوں میں سے ۲۴ کو اسی انتہا پسند گروپ نے جن کا تعلق دیوبندی اور جمیعۃ العلماء سے ہے گولیوں سے بھون ڈالا تھا۔ امریکہ نے حالیہ واقعہ کی شدید مذمت کی ہے جبکہ اس سے قبل دو درجن سے زائد احمدی بھی توہین رسالت قانون کے تحت زیر عتاب ہیں۔

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWS PAPER FOR INDIA AT NO-R.N 61/57

Subscription
Annual Rs/-150
Foreign
By Air : 20 Pound or 40$ U.S.A
: 60 Mark German
By Sea :10 Pound or 20$ U.S.A

The Weekly BADR

Qadian 143516, Distt Gurdaspur Punjab (INDIA)

(091) 01872-20757
20091
FAX (091) 01872-20105

Vol - 47 Thursday,14/21 May 1998 Issue No : 20-21

۷۰-۸۰ دنوں میں پک جانے والی مکی کی فصل

ہندوستانی سائنس دانوں کی نئی ایجاد- کئی علاقوں میں نئی قسم اگائی جاسکے گی

نئی دہلی-(پی ٹی آئی) زراعتی سائنس دانوں نے مکی کی ایک دوغلی قسم ایجاد کی ہے جس کی فصل تیزی سے پک جاتی ہے اور اس سے بھارت میں مکی کی پیداوار میں کافی اضافہ ہو سکتا ہے مکی کی فصل سو سے لے کر ایک سو بیس دن تک تیار ہوتی ہے لیکن زراعتی ریسرچ انسٹی چیوٹ نے جو نئی قسم کی فصل ایجاد کی ہے وہ ستر-اسی دن میں پک جاتی ہے نئی قسم کی فصلیں ان خطوں میں زیادہ مفید ہیں جہاں بارش کم یا بہت زیادہ ہوتی ہے جہاں کسان بڑی فصلوں کے سیزن کے درمیان تیزی سے مکی کی فصل اگا سکتے ہیں۔ دو نئی اقسام انسٹی چیوٹ کے جناب آہوجہ اور ان کے ساتھی بی کے مکرجی نے ایجاد کی ہیں۔

نئی اقسام راجستھان- مدھیہ پردیش- اڑیسہ اور مہاراشٹر کے کچھ حصوں کیلئے خاص طور پر موزوں ہیں جہاں محدود وقت کیلئے کافی پانی ہے۔ اور انہیں ایسی اقسام کی ضرورت ہے جو جلدی پک سکیں وہ اترپردیش اور بہار کیلئے بھی موزوں ہے۔ جنہیں ستمبر کے پہلے ہفتے میں سیلابوں کے آنے سے پہلے مکی کی فصل کی جلد ضرورت ہوتی ہے ڈاکٹر آہوجہ نے کہا کہ جلد پکنے والی فصل نمی کے دباؤ یا زائد پانی سے بچ جاتی ہے وہ گنگا کے میدانوں میں بھی موزوں رہیں گی جہاں تھوڑی مدت میں پکنے والی فصل سے ایک زائد فصل مل جائے گی۔

بتایا گیا ہے کہ امریکہ یورپ اور چین میں زیادہ پیداواریت کی وجہ یہ ہے کہ وہاں زیادہ عمدہ فصل اگائی جاتی ہے اور بھارت میں ایسی فصلیں ابھی نہیں اگائی جاتیں بھارت میں ۲۰۲۰ تک دو کروڑ ٹن مکی کی مانگ ہوگی جس کے معنی ہیں کہ پیداوار کی موجودہ سطح میں نوے لاکھ ٹن کا اضافہ کرنا ہوگا۔

اشرف علی تھانوی کی یاد میں دوروزہ اجتماع

تھانہ بھون (مظفر نگر) ۲۱ اپریل پچھلی صدی ہجری کے مجدد ملت حضرت حکیم الاسلام مولانا اشرف علی تھانوی کی یاد میں دوروزہ عالمی اجتماع کی پہلی نشست خانقاہ اشرفیہ کے مقیم مولانا نجم الحسن کی زیر صدارت منعقد ہوئی۔ جس میں بنگلہ دیش۔ پاکستان مہاراشٹر۔ مدھیہ پردیش۔ ہریانہ۔ راجستھان۔ بہار اور اترپردیش کے سینکڑوں مصنفین۔ محققین۔ مفسرین۔ صوفیاء اور خانقاہی گدی نشینوں نے شرکت کی۔ اس موقعہ پر مولانا ابرار الحق کے خلیفہ اور مایۂ ناز عالم مولانا مفتی عبداللہ پھول پوری نے مجدد کی ضرورت اور اہمیت پر تفصیلی روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ حضرت اقدس تھانوی نے گم کردہ راہ امت کو سیدھا راستہ دکھایا اور امت کو اس راستہ پر لے آئے جس کا قرآن مطالبہ کرتا ہے۔ انہوں نے بتایا کہ سو برس میں اللہ ایک مجدد پیدا کرتا ہے 'جو معاشرہ کی اصلاح کرتا ہے۔ اسی طرح حضرت تھانوی نے اپنے تجدیدی کارناموں سے غلو آمیز تصوف کو جھاڑ پھونک کر پیش افتادہ حقائق کو سامنے رکھا اور پیشہ ور صوفیوں کی زبردست تردید کی۔ مولانا نے خالص صوفیانہ انداز میں اپنے طویل وعظ میں کہا۔ اے ایمان والو۔ نیک لوگوں کے ساتھ ہو جاؤ۔ علم بغیر عمل ناقص ہے۔ اہل اللہ کی صحبت کے بغیر اخلاص نہ ممکن ہے۔

مرکز نظام الدین نئی دہلی کی نمائندگی کرتے ہوئے مولانا محمد نے حضرت تھانوی کے بیان کردہ لائحہ عمل کو بتایا اور کہا کہ مرشد تھانوی نے دارالعلوم دیوبند اور بڑے مذہبی اداروں کا ضابطہ بنایا تھا۔ آج اس پر عمل کرنے ضرورت ہے۔ علماء گنگوہ کی نمائندگی کرتے ہوئے شیخ الحدیث مولانا وسیم نے حضرت تھانوی اور مولانا رشید گنگوہی کے آپسی علمی اور اصلاحی رشتے تفصیل سے بیان کئے۔ (ہند سماچار ۲۲/ اپریل)

بدر: اجتماع کے مقررین یہ ذکر کرنا بھول گئے کہ "مجدد الملت" نے اپنی کتابوں میں بہت سی تحریرات سیدنا حضرت اقدس مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کی تحریرات سے چرا کر لکھی ہیں۔

اعلان دُعا: مکرم مجید خان صاحب اپنے والدین کی صحت و سلامتی درازی عمر نیز اپنے اہل و عیال کی دینی و دنیاوی ترقیات کیلئے احباب جماعت سے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ اعانت بدر ۵۰ روپے۔

★ کشور جہاں صاحب پٹنہ بہار سے اعانت بدر میں ۵۰ روپے ارسال کرتے ہوئے بچوں کے امتحانات میں نمایاں کامیابی کیلئے دینی دنیاوی نعمتوں سے مالا مال ہونے کیلئے۔ صحت و سلامتی والی درازی عمر کیلئے احباب جماعت سے خصوصی دُعا کی درخواست کرتی ہیں۔ (منیجر ہفت روزہ بدر)

بقیہ- صفحہ (8)

حضور انور نے ۳/ اپریل ۱۹۸۷ء کو وقف نو کی عظیم الشان الٰہی تحریک کا آغاز فرمایا اور اپریل ۸۷ء سے لے کر دسمبر ۸۹ء تک پانچ خطبات کے ذریعہ جماعت پر واقفین نو کی اہم ذمہ داریاں کھول کھول کر بیان کر دیں۔ چنانچہ آپ نے پہلے ہی خطبہ میں فرمایا کہ اپنی وہ اولاد جسے آپ وقف کریں اُس کو یہ سمجھا کر تربیت کریں کہ "تم ایک عظیم مقصد کیلئے ایک عظیم الشان وقت میں پیدا ہوئے ہو"

نیز آپ نے خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۰/ جنوری ۸۹ء میں واقفین کی تربیت سے متعلق اہم امور بیان فرمائے اور واقفین کے اندر وفا کا مادہ پیدا کرنے۔ مالی امور میں خصوصی احتیاط کی تربیت دینے اور واقفین کی تعلیم میں وسعت پیدا کرنے پر زور دیا۔

نیز اس پر زور دیکر فرمایا کہ "اس کے علاوہ واقفین نو کی فوج ہے اس پر آئندہ بیس سال تک بہت بڑی بڑی ذمے داریاں پڑنے والی ہیں۔ اور اس پہلو سے میں جماعت کے اس حصہ کو نصیحت کرتا ہوں جس کو خدا تعالیٰ نے وقف نو میں شمولیت کی توفیق عطا فرمائی ہے کہ وہ پہلے سے زیادہ بڑھ کر سنجیدہ ہو جائیں اور بہت کوشش کر کے ان واقفین کو خدا تعالیٰ کی راہ میں عظیم الشان کام کرنے کیلئے تیار کرنا شروع کریں۔ (خطبہ جمعہ یکم دسمبر ۸۹ء)

بہرحال یہ ایک بہت ہی بابرکت تحریک ہے جو خدا تعالیٰ نے خلافت رابعہ کے دور سے خاص کی ہے کیونکہ اس دور میں ہی احمدیت کو نمایاں ترقیات ملنی ہیں جن کی خاطر واقفین نو کو تیار کیا جارہا ہے۔

حضور انور بعض تربیتی مضامین پر خطبات کے سلسلے بھی جاری فرماتے رہے ہیں جن میں سے دُعا اور نماز کے متعلق خطبات پر حضور نے تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ اور احباب جماعت کو اُس کی تمام تفصیلات سے آگاہ فرمایا ہے۔

حضور انور نے عبادت میں مزہ پیدا کرنے کیلئے اور دُعا کے آداب سکھانے کی خاطر مسلسل ۲۴ خطبات ارشاد فرمائے۔ جو ۳۰/ نومبر ۹۰ء تا ۲ اگست ۹۱ء جاری رہے۔ اصل لطف انہیں پڑھ کر ہی حاصل کیا جا سکتا ہے۔ ان کو "ذوق عبادت اور آداب دُعا" کے نام سے ایک کتاب کی صورت میں بھی شائع کیا گیا ہے۔

اسی طرح حضور انور نے خلیج کی جنگ کے موقعہ پر متواتر خطبات ارشاد فرما کر دنیا کے سامنے ایک ایسا امن کا چارٹر پیش فرمایا ہے۔ جس پر چل کر ہی دنیا میں حقیقی امن کا قیام ہو سکتا ہے۔

اسی طرح آپ نے جھوٹ اور خیانت کے متعلق خطبات کا سلسلہ ۷ اگست ۹۲ء کو آغاز فرمایا۔ اور احباب جماعت کو ان مہلک بدیوں سے دور رہنے کی تلقین فرمائی۔

۱۴/ جنوری ۹۴ء تا ۲۵ مارچ ۹۴ء تک حضور انور نے ذکر الٰہی کے عنوان سے بصیرت افروز خطبات ارشاد فرمائے۔

۱۳ مئی ۹۴ء تا ۱۰ جون ۹۴ء آپ نے حُسن خلق پر مسلسل خطبات ارشاد فرما کر جماعت کو اپنا اخلاقی معیار بڑھانے پر زور دیا۔

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ ہمیں اس بابرکت دَور کی برکتوں سے مستفیض ہونے اور کما حقہ اسلام و احمدیت کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

☆۔ مکرم رضوان الحق صاحب آف بھونیشور اڑیسہ حال بنگلور نے مختلف جگہوں پر نوکری کیلئے کوشش جاری رکھی ہوئی ہے۔ اور M.B.A کا امتحان بھی دیا ہوا ہے۔ مناسب نوکری ملنے کیلئے نیز امتحان میں کامیابی کیلئے دُعا کی درخواست ہے۔ اعانت بدر ۵۰ روپے۔ (مقصود احمد بھٹی مبلغ سلسلہ بنگلور کرناٹک)

طالب دُعا:- محبوب عالم ابن محترم حافظ عبد المنان صاحب مرحوم

M/S NISHA LEATHER

Specialist in Leather Belts, Leather
Ladies and Gents Bag, Jackets, Wallets etc.
19 A Jawahar Lal Nehru Road Calcutta - 700081 Ph: 2457153

خالص اور معیاری زیورات کا مرکز

الرحیم جیولرز

پروپرائٹر- سید شوکت علی اینڈ سنز

پتہ- خورشید کلاتھ مارکیٹ- حیدری نارتھ ناظم آباد- کراچی- فون: 629443

PRIME AUTO PARTS

HOUSE OF GENUINE SPARES
AMBASSADOR
&

MARUTI
P, 48 PRINCEP STREET
CALCUTTA- 700072 ☎ 26-3287